www.khanqah.in

Visit us at: www.khanqah.in

ہفتہ وار

مبلغ

اشاعت کا پندرہواں سال
15th year of Publication

The Weekly **MUBALLIG**
Srinagar Kashmir

سرینگر کشمیر

قیمت صرف 3 روپے

03/جنوری 2014ء جمعۃ المبارک 30 صفرؔ ۱۴۳۵ھ جلد نمبر: 15 شمارہ نمبر: 01

حضرت شیخ نورالدین نورانیؒ چھِ فرماوان:

دود ترأوِتھ آب یُس مندے
سُے سمسارَس کندے زاو
پَریہ پان یُس ہِوُے وَندے
سُے ہَبا سندے تِرُتھ دڑاو

جو بے وقوف دودھ کو چھوڑ کر پانی پھینٹتا رہے وہ دُنیا میں ناکام ونامراد رہا۔ اس کے برعکس جس نے اپنے اور بے گانے کو ایک ہی نظر سے دیکھا۔ جو اپنے لئے چاہا وہی دوسرے کیلئے بھی پسند کیا۔ وہ کامیابی کی منزل تک جا پہنچا۔

ضروری گذارش: محترم قارئین کرام! یہ اَخبار عام اخباروں کی طرح نہیں، اسلئے اس کا اَدب واحترام ہمیشہ قارئین پر واجب ہے۔ مدیر

اللہ ہی سے ہمیشہ ڈرتے رہو

ولی محمد رازی

زمین انسانوں کی ماں ہے، انسان کے پاس جو کچھ بھی ہے، وہ اسی ماں نے اس کو دیا ہے، اس کا گھر، اسکا فرنیچر، اس کی گاڑیاں، اس کی مشینیں، اس کی سڑکیں، اس کی شہر اور بستیاں، اس کے دریاں، اس کے پہاڑ، اس کی غذائیں اور مشروبات، اس کی کھیت اور اس کے باغات سب اسی فیاض ماں نے اس کو مہیا کئے ہیں، حد تو یہ ہے کہ اس کا پہلا جسمانی وجود اس کا گوشت پوست اس کی ہڈیاں، اس کے پٹھے اور اس کا خون سب اسی شفیق ماں کی عطا کی ہوئی ہیں، اسلئے اس کو "مادرِ گیتی" اور دھرتی ماں کہتے ہیں، اپنی فکر اور سوچ کے گھوڑے دوڑا کر دیکھیں آپ کے سوائے ایک چیز کے کوئی چیز بھی ایسی نہ ملے گی جو اس مادرِ مشفق کی دی ہوئی نہ ہو، وہ ایک چیز جو اس ماں نے آپ کو دی ہے، وہ آپ کی روح ہے، لیکن اس کے بقاء بھی اسی ماں کی مرہونِ منت ہے کیونکہ اس نے اس روح کیلئے وہ مکان اور ماحول مہیا کیا ہے جس میں روح نشو ونما پا سکے اور اپنی بقا کا سامان کر سکے۔

اس ماں کی سخاوت کسی خاص طبقے کیلئے مخصوص نہیں ہے، اسکی نظر میں تمام انسان اس کے بیٹے ہیں، اس کو اپنے ربّ کا یہی حکم ہے کہ وہ سب کیلئے اپنی گود کھلی رکھے، نافرمانوں کو بھی دے اور فرمانبرداروں کو بھی دے، ظالموں کو بھی دے اور مظلوموں کو بھی، کافروں کو بھی دے اور مومنوں کو بھی، لیکن جس طرح ایک عام ماں اپنی اولاد کے دُکھ سے دُکھی ہوتی ہے اور اس پر ہونے والے ظلم پر سراپا احتجاج بن جاتی ہے، اسی طرح یہ دھرتی ماں بھی اپنے بیٹوں کے دُکھ پر بھی غم زدہ ہوتی ہیں، اور جب اس کے بیٹے اسکو بے حس اور مردہ سمجھ کر اس کے سینے پر دندناتے ہوئے اسی کے بیٹوں کا حق مارتے ہیں، طاقت کے نشے میں کمزوروں کو ٹھوکر مارتے ہیں، ان کا خون بہاتے ہیں، اس کے ربّ کے بنائے ہوئے قانون کی دھجیاں اُڑاتے ہیں، ربّ العالمین کی بندگی چھوڑ کر شیطان کی غلامی کرتے ہیں، تو اس ماں کا دِل بھر آتا ہے اور یہ خون کے آنسو روتی ہے تو یہ آنسو کبھی آتش فشاں بن جاتے ہیں، کبھی طوفان بادو باراں بن کر قیامت ڈھاتے ہیں اور جب اسکے منہ سے آہ نکلتی ہے تو وہ آندھی بن کر بستیوں کو صفحۂ ہستی سے مٹا دیتی ہے جس طرح کائنات اور اس کا ہر ذرّہ اللہ ربّ العالمین کی مخلوق ہے، اور اسکی بندگی کرتا ہے اسی کی تسبیح بیان کرتا ہے، اسی طرح یہ زمین بھی اللہ ربّ العالمین کے بنائے ہوئے قانون اور حکم کے تابع ہے۔

لوگ سمجھ رہے ہیں کہ یہ قیامت خیز زلزلہ 8/اکتوبر کو بغیر کسی نوٹس کے اچانک آ گیا اور ہزاروں افراد کو ہلاک کر کے لاکھوں کو زخمی کر کے لاکھوں کو بے گھر کر کے ہزاروں کو معذور کر کے چلا گیا یہ قیامت کا ایک منٹ اچانک آیا اور اس ایک منٹ میں تاریخ کیلئے عبرت کے اتنے اسباق لکھ دیئے کہ اس "ترقی یافتہ" دَور کے سارے ذرائع مِلکر بھی ان تمام اسباق کو ریکارڈ کر کے صلاحیت نہیں رکھتے، نہیں! یہ سانحہ اچانک نہیں ہوا، یہ مادرِ مشفق جس کو ہم زمین کہتے ہیں اُس سال کے شروع ہی میں اپنے بیٹوں کو وارننگ دیتی رہی ہے، اپنے بیٹوں کو بد عملی، ظلم وفساد اور فرعونیت دیکھ کر اس کے منہ سے ایک کراہ نکلتی تھی جس سے دنیا نے سونامی کا نام دیا تھا، پھر بھی زمین کے بیٹے اس کے سینے پر شرمناک اعمال اور ظلم وفساد سے باز نہیں آئے تو سعودی عرب میں

زمین کے بیٹے اپنی ماں کے سینے پر جس بے شرمی اور بے حِسی کے ساتھ اپنے بداعمالی کے ریکارڈ بنا رہے ہیں اس کو دیکھ کر اب زمین پر بھی کپکپی طاری ہونے لگی ہے، اب تک تو وہ کراہ رہی تھی۔ خون کے آنسو رو رہی تھی، لیکن اب وہ اپنے بیٹوں کی ہلاکت خیز غفلت بلکہ ربّ العالمین کے آخری دین کے ایک ایک حکم کی خلاف ورزی کو دیکھ کر اس کے رونگٹے کھڑے ہونے لگے ہیں۔

خلافِ معمول بارش سے کتنے ہی افراد ہلاک ہوئے، اس کے کچھ ہی دِنوں کے بعد ایران میں خوفناک زلزلہ آیا، ماں اپنے بیٹوں کو جھنجھوڑتی رہی لیکن جب نافرمان بیٹے اپنے آپ کو ماں سے زیادہ طاقتور سمجھنے لگتے ہیں تو ماں کو اپنی طاقت کا اظہار کرنا ہی پڑتا ہے، اس کے بعد کیترینا اور ریٹا کے طوفان بھی اسی ماں کے احتجاج اور وارننگ کا حصے تھے۔

جو لوگ واقعات اور چیزوں کے صرف ظاہر کو دیکھنے کے عادی ہیں وہ ان واقعات کو ہی ان ہی لوگوں تک محدود سمجھتے ہیں جن پر یہ واقعات پیش آئے ہیں، انہیں ان واقعات سے عبرت پکڑنے کا فن نہیں آتا، ان کی نگاہیں صرف واقعات کے ظاہری اسباب کو دیکھتی ہیں، اور مسبب الاسباب کا انہیں خیال تک نہیں آتا، قرآن کریم میں پچھلی اُمتوں کو ہلاک کے واقعات اور ان کے اسباب اتنی کثرت سے بیان کئے گئے ہیں، کہ قرآن کریم کے اکثر سورتیں ان واقعات پر مشتمل ہیں، یہ قصہ کہانیاں نہیں ہیں، یہ واقعات عبرت کیلئے ہیں، اور ان سے اللہ ربّ العالمین کا یہ قانون سامنے آتا ہے، کہ جن اعمال کے سبب یہ قومیں ہلاک کی گئیں ہیں وہ جب کبھی اور جہاں کہیں عام ہوں گے ان کا انجام ہلاکت ہیں، اور جو لوگ دوسروں پر آنے والی آفتوں کو انہی کا مقدر سمجھ کر مطمئن ہو گئے ہیں وہ ایک مہلک غلطی کے شکار ہیں، ایسے ہی لوگوں کیلئے قرآن کریم کی یہ بہت بڑی تنبیہ ہے، ارشاد ہے: "کیا پھر بھی ان بستیوں کے رہنے والے اس بات سے بے فکر ہو گئے ہیں کہ ان پر (بھی) ہمارا عذاب رات کے وقت آپڑے، جس وقت وہ (پڑے) سوتے ہیں، اور کیا ان (موجودہ) بستیوں کے رہنے والے اس بات سے بے فکر ہو گئے ہیں کہ ان پر ہمارا عذاب دِن دوپہر آپڑے، جب وہ اپنے لایعنی کاموں میں مشغول ہوں؟ ہاں تو کیا اللہ تعالیٰ کی اس ناگہانی پکڑ سے بے فکر ہو گئے، سو (سمجھ لو) کہ اللہ تعالیٰ کی پکڑ سے وہی بے فکر ہوتے ہیں جن کی شامت (ہی) آگئی ہو" (سورۃ الاعراف: ۹۹_۹۸)

زمین کے بیٹے اپنی ماں کے سینے پر جس بے شرمی اور بے حِسی کے ساتھ اپنے بداعمالی کے ریکارڈ بنا رہے ہیں اس کو دیکھ کر اب زمین پر بھی کپکپی طاری ہونے لگی ہے، اب تک تو وہ کراہ رہی تھی۔ خون کے آنسو رو رہی تھی، لیکن اب وہ اپنے بیٹوں کی ہلاکت خیز غفلت بلکہ ربّ العالمین کے آخری دین کے ایک ایک حکم کی خلاف ورزی کو دیکھ کر اس کے رونگٹے کھڑے ہونے لگے ہیں، اس پر کپکپی طاری ہے۔ یہ تو آقائے دو جہاں سرورِ عالم ﷺ کی مشفقانہ دُعا ہے کہ اس پوری اُمت کو کسی آسمانی عذاب سے ہلاک نہیں کیا جائے گا، ورنہ پچھلی امتیں الگ الگ جس طرح کسی ایک جرم پر ہلاک کردی گئیں وہ سارے جرائم اس امت نے سینہ تان کر اپنائے ہوئے ہیں۔

محسنِ اعظم ﷺ نے ہمیں ان زلزلوں کی خبر آج سے چودہ سو سال سے بھی زیادہ عرصہ پہلے دیدی تھی بلکہ ان بداعمالیوں کی نشاندہی بھی کردی تھی جو ان زلزلوں کا سبب بنیں گے، ان ہی زبانِ نبوت سے اس ارشاد کو غور سے پڑھیئے: "حضرت ابوہریرہؓ کا بیان ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا جب مالِ غنیمت (سرکاری خزانے) کو دولت قرار دیا جائے گا، (یعنی جب سرکاری خزانے کو اہل اقتدار اور اہل منصب اپنی دولت سمجھ کر خود لے لیں گے اور غریب عوام کو اس میں سے حصہ نہ دیں گے) اور جب امانت کے مال کو غنیمت شمار کر لیا جائے گا (یعنی لوگوں کی امانت میں خیانت کر کے اس کو غنیمت کی طرح حلال سمجھ لیا جائے گا) جب زکوٰۃ کو تاوان سمجھ لیا جائے گا اور جب علم کو دین کیلئے نہیں (بلکہ دُنیا کیلئے) اور غیر دین کیلئے سیکھا جائیگا اور جب مرد عورت کی اطاعت کریگا، اور جب (بیٹا) ماں کی نافرمانی کریگا، اور اس کو رنج دیگا اور جب آدمی دوست کو قریب کریگا اور باپ کو دور کر دیگا، (یعنی دوست کو باپ کے مقابلے میں ترجیح دیگا) اور جب مسجد میں زور زور سے باتیں کی جائینگی اور جب قوم کی سرادری قوم کا ایک فاسق آدمی کریگا اور

// بقیہ صفحہ 7 پر......

www.khanqah.in

اِسمِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا اُجالا

محمد عثمان قاسمی

حکمت اور دِل آویزی سے دنیا والوں کو اپنے پروردگار کے راستے کی طرف بلاؤ اور پیار وسلیقے کے ساتھ بات سمجھنے اور سمجھانے کی کوشش کرو، سورۂ نحل میں یہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے اس ارشاد کا کیا کہنا۔ اصلاح کا اس سے بہتر کوئی اور طریقہ ممکن ہی نہیں۔ اسلئے اس نے اپنے رسولوں کو حکمت اور دِل آویزی عطا فرمائی اور اپنے نبی آخر الزماں ﷺ کو اس کا بہترین نمونہ بنایا۔

میری باتیں انہیں بھی پہنچادو جو میری مجلسوں میں حاضر نہیں!......
صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے یہ معلم کتاب وحکمت ﷺ کا ارشادِ مبارک ہے، شمع نبوی کے پروانوں نے بڑے اہتمام سے یہ باتیں دوسروں تک پہنچائیں، یہ کام آج بھی جاری ہے اور رہتی دُنیا تک جاری رہے گا، یہی فطرت کا تقاضا بھی ہے۔

تبلیغ کا فریضہ مسلمانوں نے بھلا دیا حالانکہ ہر مسلمان پر اس کی ذمہ داری ہے، جہاں اس طرح سچی اور اچھی بات عام ہوتی ہے وہاں ہر مسلمان کی اپنی واقفیت بھی بڑھتی ہے، دینی علوم سے بھی اور اللہ کے بندوں سے بھی! بڑی خوشی کی بات ہے کہ نوجوانوں میں اب یہ خیال جاگ رہا ہے، ترقی یافتہ دنیا کی سوسائٹی میں بیٹھ کر ان کا یہ خیال اور بھی بڑھ گیا ہے، یہ بڑا نیک فال ہے!

اسلام بڑا سائنٹفک مذہب ہے، اس نے ہمیں ازلی اور ابدی اصول دیئے ہیں، معروف ومنکر ہمارے سنگ میل ہیں۔ اچھائیوں کو لے لو برائیوں کو چھوڑ دو! کسے اس بات سے انکار ہوگا؟ دنیا کے کسی خطے کا کوئی آدمی قیامت تک اسے جھٹلا نہیں سکتا۔ محمد مصطفیٰ ﷺ کا اُسوۂ حسنہ یہ نہیں تو اور کیا ہے؟ ہماری ثقافت کے نشان جانے کہاں کہاں ڈھونڈے جا رہے ہیں۔ کاش! بھلے مانس سمجھ لیتے کہ ہماری ثقافت ہے ......اُسوۂ حسنہ!

رسولِ اکرم کی چادر دِکھا کر عمیر نے پوچھا کہ......اسے پہچانتے ہو؟ صفوان سمجھ گیا کہ کس کی چادر تھی۔ مگر منہ سے وہ کچھ نہ بولا۔ عمیر نے اس چادر کو فرطِ عقیدت سے چوما۔ آنکھوں سے لگایا۔ پھر بتایا کہ......یہ ردائے مبارک شفیع الامم صاحبِ الجود والکرم ﷺ کی ہے......صفوان! تم بڑے خوش نصیب ہو کہ اللہ کے رسول نے یہ چادر عنایت فرما کر تمہیں امان دی ہے۔

صفوان بن اُمیہ پوتڑوں کا رئیس تھا۔ بت پرستی اور رنگ رلیوں میں اس کا دِل خوٹ ٹھکتا۔ اسلام سے اسے بیر تھا۔ یہ دُشمنی اس وقت اور بھی بڑھی جب جنگ بدر میں اس کا باپ اُمیہ مسلمانوں کے ہاتھوں مارا گیا۔ پھر تو اس کے سینے میں وہ آگ بھڑکی وہ آگ بھڑکی کہ وہ شہ کونین ﷺ کے نام سے جلنے لگا اور آپ کی جان کے درپے ہو گیا۔ بڑی کوششوں سے اس نے عمیر بن وَہب کو ملا لیا۔ زہر میں بجھا ہوا ایک خنجر اسے فراہم کیا۔ بہت ساز ونقد دیا۔ اس کے بال بچوں کی پرورش کا ذمہ لیا اور اسے اس بات پر آمادہ کرلیا کہ وہ مدینۃ النبی میں کچھ دن کیلئے جا رہے گا۔ اور موقع ڈھونڈ کر ......خاکم بدہن......رسالت مآب کو اپنے ناپاک خنجر کا نشان بنائے گا۔

انسانی جان کی بڑی اہمیت ہے۔ اللہ تعالیٰ نے بار بار خبردار کیا ہے کہ محض دُشمنی کی بنا پر مال ودولت کیلئے کبھی کسی کی جان نہ لینا، ہمیں بتایا گیا ہے کہ نماز کے بعد سب سے پہلے خون کے دعوے پیش ہوں گے، اگر کسی نے ایک آدمی کو قتل کیا تو گویا اس نے پوری انسانیت کو ختم کر دیا ایک جگہ ارشاد رِبّانی ہے کہ ''لا تقتلوا النّفس الّتی حرّم اللہ الّا بالحقّ'' کسی جان کو جس کا مارنا اللہ نے حرام کر دیا ہے ناحق قتل نہ کرنا۔ جو لوگ خاندانی یا سیاسی جھگڑوں کسی اشتعال یا حرص وہوس کی بنا پر اللہ کے بندوں کی جان لیتے ہیں وہ سخت ظالم اور بدذات ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ان پر لعنت کی ہے توبہ کے دروازے اس نے سب پر کھلے رکھے ہیں لیکن قاتل پر توبہ کے دروازے بند ہیں۔ اسلئے کہ اپنے گناہ تو وہ معاف کر دیتا ہے لیکن بندوں کے آزار وہ معاف نہیں کرتا۔ سنن ابن ماجہ میں ہے ایک موقع پر ارشاد نبوی ﷺ ہوا کہ ایک مسلمان کے ناحق مارے جانے کے مقابلے میں اللہ کے نزدیک تمام دُنیا کا مٹ جانا زیادہ آسان ہے......اس سے بڑھ کہ خونِ انسانی کا احترام اور کیا ہوگا؟

طبقاتِ ابن سعد میں ہے کہ عمیر بن وَہب مدینہ پہنچے اور کچھ دِن وہاں رہے، تو ان کے دِل کی کیفیت ہی بدل گئی ایک بار چہرۂ انور پر نگاہیں کیا پڑیں کہ دِل روشن ہو گیا۔ انہوں نے زہریلا خنجر جانے کہاں پھینک دیا۔ دوڑے دوڑے مسجد نبوی پہنچے اور رسولِ اکرم ﷺ کے دَستِ حق پرست پر بیعت کرلی۔ بیعت ہی نہیں کی بلکہ اپنی آمد کی ساری تفصیل بھی کہہ سنائی۔ آپ مسکراتے ہوئے سب کچھ سنتے رہے۔ غم وغصے کا ذرا اظہار نہ کیا، ہجرت کے آٹھویں سال اللہ کے رسول صلّی اللہ علیہ وسلّم فتح مکہ کیلئے نکلے تو عمیر بن وہَب بھی ہم رکاب تھے۔ یہاں پہنچ کر رحمتِ عالم ﷺ نے اہل مکہ کو امن عام عطا فرمایا۔ اس طرح امت مسلمہ کو سبق دیا کہ سیاسی جھگڑے ہوں یا عقائد ونظریات کے بکھیڑے اگر عفو ودرگذر سے کام لیا جائے تو اللہ تعالیٰ خوش ہوتا ہے۔

صفوان بن امیہ اور اس کے بہت سے ساتھی اسلامی لشکر کو دیکھ کر ہی مکے سے فرار ہو گئے تھے، عام معافی کے باوجود ان گنہگارانِ ازلی کو ہمت نہ پڑتی تھی کہ لوٹ آتے۔ عمیر بن وہب نے آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم کی خدمت میں پہنچ کر عرض کیا......یارسول اللہ ﷺ! آپ کو معلوم ہے کہ صفوان میرا دوست ہے، وہ مارے ڈر کے مکہ چھوڑ کر جدہ چلا گیا ہے، رحمۃً للعالمین صلّی اللہ علیہ وسلّم نے ارشاد فرمایا کہ......تم اپنے دوست کو بلا لو! میں نے اسے امان دی! عمیر یہ سن کر نہال ہو گئے۔ عرض کیا کہ......یا حبیب اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم! کوئی نشانی عطا ہو کہ اسے دیکھ کر صفوان کو اپنی جان بخشی کا یقین آ جائے۔ اللہ کے رسول صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اپنے جسم اطہر پر سے چادر اتار کر انہیں عنایت فرمائی، عمیر دونوں جہاں کی یہ دولت سمیٹ کر سیدھے جدہ پہنچے اور صفوان کو اس کی زندگی کی سب سے بڑی خوشخبری سنائی۔ سیرتِ ابن ہشام میں ہے کہ صفوان جدہ سے لوٹا تو سیدھا خدمتِ نبوی صلّی اللہ علیہ وسلّم میں پہنچا۔ عرض کیا کہ......مجھے آپ دو مہینے کی مہلت دیں تو میں سوچ لوں کہ مجھے کیا کرنا ہے؟

استیعاب میں ہے ارشاد نبوی صلّی اللہ علیہ وسلّم ہوا کہ......تمہیں چار مہینے کی مہلت ہے۔ اللہ کے رسول صلّی اللہ علیہ وسلّم نے نہ صرف یہ کہ اسے مہلت دی بلکہ جنگ حنین سے لوٹتے ہوئے اسے سو اونٹوں کا فیاضانہ عطیہ بھی دیا تاکہ اسے یقین ہو جائے کہ آپ کے دِل میں اس کے خلاف ذرا بھی میل نہیں۔ بات یہ ہے کہ ہمارے دِین میں زور اور زبردستی ہے ہی نہیں۔ اگر دین کے معاملے میں مسلمانوں نے جبر سے کام لیا ہوتا تو آج دنیا میں کم ہی غیر مسلم دکھائی دیتے۔ ہسپانیہ کی مثال دُنیا کے سامنے ہے، وہاں بھی ہم نے کوئی آٹھ سو برس تک حکمرانی کی، مگر مقامی آبادی کی نسل کشی کا خیال کبھی ہمارے دِل میں نہ آیا اور جب ہماری بازی پٹی تو انہی ناشکروں نے مسلمانوں کے خون سے ایسی ہولی کھیلی کہ آج ہسپانیہ میں ایک مسلمان نہیں ملتا۔ ہمیں رنگ ونسل، زبان ومذہب کے نام پر کسی طرح کا تعصب روا رکھنے کا حکم نہیں، اسلام نے محبت اور عافیت کا پیام عام کیا ہے۔ اللہ کے رسول صلّی اللہ علیہ وسلّم کا اُسوۂ حسنہ یہی ہے۔ چنانچہ آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم سے ملاقات کر کے صفوان بن امیہ بت پرستی پر قائم رہا۔ یہ اور بات ہے کہ اس کا ضمیر اسے ڈسنے لگا اور زیادہ دِن نہیں گزرے تھے کہ وہ ایمان لے آیا

غزل

زندگی کی فضا کتنی ناکام ہے
دن سسکتے ہوئے دکھ بھری شام ہے
ہائے فریاد ہے، آہ پیغام ہے
اِک جہاں خوش لباسی سے زرفام ہے
امن والوں پہ بارش ہے تیزاب کی
یہ کہانی نہیں منظر عام ہے
شہر در شہر اک رقص آلام ہے
بولیوں اورنعروں کے بازار میں
چار سُو آدمیت کا نیلام ہے
گھر کے گھر سب کے خالی پڑے رہ گئے
نامور ظلم ہے صبر گمنام ہے
راکھ اُڑاتی ہوئی پھر رہی ہے ہوا
جلتی لاشوں کا آنکھوں میں کہرام ہے
کتنے معصوم ہیں کتنی بیوائیں ہیں
کس کو تکلیف ہے کس کو آرام ہے

SAMEER & CO
Deals with:
PLY WOOD, HARDWARE, PAINTS ETC
ایک بار آزمایئے، بار بار تشریف لایئے
H.O: K.P. ROAD ISLAMABAD
Contact No's: 9419040053

CHAND SOLARS
NEAR J&K BANK, T.P. BRANCH
KULGAM
Cell No's: 9419639044, 9596106546

SIRCOMPUTERS
DANGERPORA
ISLAMABAD
Cell No's: 9419412525

www.khanqah.in

ہفتہ وار
مبلغ
سرینگر کشمیر

03 جنوری 2014 جمعۃ المبارک

ایک لمحہ فکریہ

عالمِ اسلام کو اگر اسلام کے پیغام کی اشاعت کی خواہش ہے اور وہ دنیا کی قیادت و رہنمائی کا فرض انجام دینا چاہتا ہے تو اس کو اس کے لئے ممتاز قوت و تربیت، صنعت و حرفت، میں مکمل تیاری کی ضرورت ہوگی، اس کو زندگی کے ہر شعبہ اور اپنی ہر ضرورت میں مغرب سے مستغنی اور بے نیاز ہونا پڑے گا، وہ اس سطح پر ہو کہ اپنے لئے پہننے اور کھانے کا سامان کر سکے، اپنے لئے ہتھیار تیار کر سکے، اپنی زندگی کے معاملات کا انتظام اس کے ہاتھ میں ہو، اپنی زمین کے خزانے وہ خود برآمد کر سکے اور اس سے فائدہ اُٹھا سکے، اپنی حکومتوں کو اپنی دولت اور اپنے آدمیوں کے ذریعہ چلائے۔ اس کے چاروں طرف پھیلے ہوئے سمندروں میں اس کے بحری بیڑے اور جہاز شور کر رہے ہوں، وہ دشمن کا مقابلہ اپنے یہاں کے جنگی جہازوں، توپوں اور ہتھیاروں سے کرے، اس کی برآمد اس کی درآمد سے زیادہ ہو اور اس کو مغربی ممالک سے قرض لینے کی ضرورت پیش نہ آئے۔ اس کو اس کے کسی جھنڈے کے نیچے نہ آنا پڑے اور وہ کسی کیمپ میں شامل ہونے پر مجبور نہ ہو۔

جب تک عالمِ اسلام علم و سیاست، صنعت و تجارت میں مغرب کا محتاج رہے گا، مغرب اس کا خون چوستا رہے گا، اسی کی زمین کا آبِ حیات نکائے گا، اس کا سامانِ تجارت اور مصنوعات ہر روز اس کی منڈیوں، بازاروں اور جیبوں پر چھاپہ مارا کریں گی اور اس کی ہر چیز پر ہاتھ صاف کرتی رہیں گی، جب تک عالمِ اسلامی مغرب سے قرض لیتا رہے گا اور اپنی حکومت کا انتظام کرنے، اہم اور کلیدی عہدوں کو پُر کرنے، اپنی فوج کو ٹریننگ دینے کے لئے مغرب کے آدمیوں کا رہینِ منّت رہے گا وہاں کا سامانِ تجارت و صنعت منگائے گا اور اس کو اپنا اتالیق اور استاذ و مُربی اور سرپرست حاکم اور سردار سمجھے گا، اس کے حکم اور اس کی رائے کے بغیر کوئی کام نہیں کرے گا، اس وقت تک وہ مغرب سے مقابلہ کرنا تو درکنار اس سے آنکھیں بھی نہیں ملا سکتا۔

یہ علمی و صنعتی زندگی کا وہ شعبہ تھا جس کے بارہ میں عالمِ اسلامی نے عہدِ ماضی میں کوتاہی سے کام لیا اور جس کی تعزیر میں اس کو طویل اور ذلیل زندگی کا مزہ چکھنا پڑا اور اس پر مغربی قیادت اور سرداری مسلط کی گئی جس نے دنیا میں تباہی و غارت گری، قتل و خوں ریزی اور خود کُشی برپا کی، اب اگر اس موقع پر بھی عالمِ اسلام نے علمی و صنعتی تیاری اور اپنی زندگی کے معاملات میں آزادی کے بارہ میں غفلت برتی اور اس مرتبہ بھی اس سے چوک ہوگئی تو دنیا کی تقدیر میں بدنصیبی اور شقاوت لکھ دی جائے گی اور انسانیت کے ابتلا کی مدت اور طویل ہوجائے گی۔

جواھر القرآن

سورۂ کوثر **قسط۔ 1**

اِنّا اَعطَیْنٰک .... الخ''

خلاصہ تفسیر : بے شک ہم نے آپ کو کوثر (جنت کے ایک حوض کا نام بھی ہے اور ہر خیر کثیر بھی اس میں شامل ہے) عطا فرمائی ہے (جس میں دنیا و آخرت کی ہر خیر و بھلائی شامل ہے دنیا میں دینِ اسلام کی بقاء و ترقی اور آخرت میں جنت کے درجات عالیہ سب داخل ہیں) سو (ان نعمتوں کے شکر میں) آپ اپنے پروردگار کی نماز پڑھیے (کیونکہ سب سے بڑی نعمت کے شکر میں سب سے بڑی عبادت چاہئے اور وہ نماز ہے) اور (تکمیل شکر کیلئے جسمانی عبادت کے ساتھ مالی عبادت یعنی اُسی کے نام کی) قربانی کیجئے (جیسا دوسری آیتوں میں عموماً نماز کے ساتھ زکوٰۃ کا حکم ہے اس میں زکوٰۃ کے بجائے قربانی کا ذکر شاید اس لئے اختیار کیا گیا کہ قربانی میں مالی عبادت ہونے کے علاوہ مشرکین اور مشرکانہ رُسوم کی عملی مخالفت بھی ہے کیونکہ مشرکین بتوں کے نام کی قربانی کیا کرتے تھے۔ آگے آنحضرت ﷺ کے صاحبزادے حضرت قاسم کی بچپن میں وفات پر بعض مشرکین نے جو یہ طعنہ دیا تھا کہ ان کی نسل نہ چلے گی اور اُن کے دین کا سلسلہ جلد ختم ہوجائے گا، اس کا جواب ہے کہ آپ ﷺ بفضلہٖ تعالیٰ بے نام و نشان نہیں ہیں بلکہ) بالیقین آپ کا دشمن ہی بے نام و نشان ہے (خواہ ظاہری نسل اس دشمن کی چلے یا نہ چلے لیکن دنیا میں اس کا ذکر خیر باقی نہیں رہے گا، بخلاف آپ ﷺ کے کہ آپ ﷺ کی اُمت اور آپ ﷺ کی نیک نامی محبت و اعتقاد کیساتھ باقی رہے گی اور یہ سب نعمتیں لفظ کوثر کے مفہوم میں داخل ہیں۔ اگر پسری اولاد کی نسل نہ ہو نہ سہی، جو نسل سے مقصود ہے وہ آپ ﷺ کو حاصل ہے یہاں تک کہ دنیا سے گزر کر آخرت تک بھی، اور دشمن اس سے محروم ہیں)۔

شانِ نُزول : ابن ابی حاتمؒ نے سدیؒ سے اور بیہقیؒ نے دلائل نبوت میں حضرت محمد بن علی بن حسینؒ سے نقل کیا ہے کہ جس شخص کی اولاد ذکور مر جائے اُن کو عرب ابتر کہا کرتے تھے یعنی مقطوع النسل، جس وقت نبی کریم ﷺ کے صاحبزادے قاسم یا ابراہیم کا بچپن ہی میں انتقال ہوگیا تو کفار مکہ آپ ﷺ کو ابتر کہہ کر طعنہ دینے لگے ایسا کہنے والوں میں عاص بن وائل کا نام خاص طور پر ذکر کیا جاتا ہے اس کے سامنے جب رسول اللہ ﷺ کا ذکر کیا جاتا تو کہتا تھا کہ اُن کی بات چھوڑو یہ کچھ فکر کرنے کی چیز نہیں کیونکہ وہ ابتر (مطقوع النسل) ہیں جب اُن کا انتقال ہوجائے گا ان کا کوئی نام لینے والا بھی نہ رہے گا، اس پر سورۂ کوثر نازل ہوئی۔ (رواہ البغوی بابن کثیر و مظہری) اور بعض روایات میں ہے کہ کعب بن اشرف یہودی ایک مرتبہ مکہ مکرمہ آیا تو قریش اس کے پاس گئے اور کہا کہ آپ اس نوجوان کو نہیں دیکھتے جو کہتا ہے کہ وہ ہم سب سے (دین کے اعتبار سے) بہتر ہے حالانکہ ہم حجاج کی خدمت کرنیوالے اور بیت اللہ کی حفاظت کرنے والے اور لوگوں کو پانی پلانے والے ہیں، کعب نے سُن کر کہا کہ نہیں تم لوگ اس سے بہتر ہو، اس پر سورۂ کوثر نازل ہوئی۔

ذکرِ رَسول صلّی اللہ علیہ وسلّم

گذشتہ سے پیوستہ

بہر حال کامل درجہ کا استغفار جو موجب مغفرت ہے وہ ایسا استغفار ہے جس کے ساتھ توبہ بھی ہو، یا ایسا استغفار ہو جس کے ساتھ گناہ پر اصرار نہ ہو، یعنی بندہ گناہ کو چھوڑ دے اور دل سے گناہ سے رکنے اور باز رہنے کا عزم کر کے اللہ تعالیٰ سے اپنے گناہوں کی معافی مانگے تو اس استغفار پر مغفرت کا وعدہ ہے اور استغفار کرنے والوں کی مدح کی گئی ہے۔

اور اگر صرف زبان سے استغفار کرے اور دل گناہ پر مصر ہو یعنی دل سے گناہ چھوڑنے اور باز آنے کا ارادہ اور عزم نہ ہو تو یہ استغفار محض ایک دعا ہے دیگر دعاؤں کی طرح اگر اللہ چاہے گا تو قبول فرمالے گا ورنہ رد فرمادے گا، بلکہ گناہ پر اصرار کبھی قبولیت سے مانع بھی بن جاتا ہے، علماء نے تو یہاں تک لکھا ہے کہ اگر کوئی شخص گناہ پر جما ہوا ہے، گناہ کو چھوڑتا ہے اور نہ چھوڑنے کا ارادہ ہے اور اس گناہ کی وجہ سے استغفار کرتا ہے تو گویا یہ شخص اپنے رب کے ساتھ استہزاء اور مذاق کر رہا ہے۔ (نعوذ باللہ من ذلک)

<u>استغفار کا افضل طریقہ</u>

لہٰذا اگر کسی بندے سے کوئی گناہ سرزد ہوجائے تو فوراً اس گناہ کو چھوڑ دے اور آئندہ باز رہنے کا عزم کرلے اور اللہ تعالیٰ کے سامنے استغفار کرے اور گناہ پر اصرار نہ کرے اور زیادہ بہتر یہ ہے کہ اس کے ساتھ توبہ بھی کرلے، اور استغفار کا سب سے بہتر طریقہ یہ ہے کہ بندہ پہلے اپنے رب کی تعریف کرے پھر اپنے گناہ کا اقرار کرے اس کے بعد اللہ تعالیٰ سے مغفرت اور معافی کا سوال کرے، حدیث میں ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سید الاستغفار یہ ہے کہ بندہ یہ کہے: ''اللھم أنت ربي لاإلـہ إلا انت خلقتني وأنا عبدک وأنا علی عھدک ووعدک مااستطعت أعوذبک من شر ماصنعت أبوء لک بنعمتک علي وابوء لک بذنبي فاغفرلي فانه لایغفر الذنوب إلا أنت '' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص یہ استغفار دن میں اس پر یقین رکھتے ہوئے پڑھے پھر اسی دن شام ہونے سے پہلے اس کا انتقال ہوجائے تو وہ اہل جنت میں سے ہوگا، اور جو شخص رات میں اس پر یقین رکھتے ہوئے پڑھے پھر صبح ہونے سے پہلے اس کا انتقال ہوجائے تو وہ اہل جنت میں سے ہوگا۔ (صحیح بخاری ۲/۹۳۳)

کِن لوگوں کو کمر دَرد ہو سکتا ہے؟

(۱) کمپیوٹر کے سامنے کسی سخت کرسی پر کئی کئی گھنٹے بیٹھے رہنے والے نوجوان افراد۔
(۲) روزانہ باورچی خانوں کے کام کاج میں جی رہنے والی خواتین جو مسلسل جھک کر کھانا پکاتی ہیں۔
(۳) آفس میں کام کرنے والے افراد جو گھنٹوں اپنی کرسیوں پر جھکے کاغذات سے سر کھپاتے رہتے ہیں اور اس دوران اپنی جگہ سے اُٹھنے کا موقع بھی شاذ و نادر ہی پاتے ہیں۔
(۴) خواتین جو اونچی ایڑھی کی سینڈل پہنتی اور بے تکے انداز میں چلتی ہیں۔
(۵) وہ لوگ جو کمر پر زور دیتے ہوئے بھاری بوجھ اُٹھاتے ہیں۔
(۶) ایسے لوگ جو حد درجہ نرم بستروں پر سوتے ہیں۔ ان تمام لوگوں میں کمر درد مشترک ہو سکتا ہے کیونکہ یہ تمام افراد اپنی ریڑھ کی ہڈی سے دُشمنی کر رہے ہیں۔

ریڑھ کی ہڈی ہمارے جسمانی نظام کا مرکزی حصہ ہے، ہمارا عصبی نظام دماغ اور حرام مغز سے مل کر بنا ہے، ہمارا دماغ جاندار حالت میں ایک نیم مائع قسم کا عضو ہے جو ایک ٹھوس ہڈی کے خول میں محفوظ ہوتا ہے جسے کھوپڑی کہتے ہیں، جبکہ حرام مغز ہماری ریڑھ کی ہڈی کے اندر ایک رسی کی مانند عضو ہے جو گردن سے ہوتا ہوا دماغ سے منسلک ہوتا ہے، حرام مغز دراصل ہمارے جسم اور دماغ کے درمیان پیغام رسانی کی مرکزی گزرگاہ کے طور پر کام کرتا ہے، اس میں لاتعداد اعصاب نکل کر ایک جال کی طرح جسم کے دیگر اعصاء کے ساتھ رشتہ استوار کئے ہوئے ہوتے ہیں، ہم جو کچھ محسوس کرتے ہیں مثلاً تکلیف یا گرمی اور سردی کے احساسات تو اعصاب سب سے پہلے اس سے حرام مغز کو مطلع کرتے ہیں، حرام مغز یہ احساس دماغ تک پہنچاتا ہے جو اپنی ہدایت حرام مغز کے ذریعے ہی متعلقہ عضو تک پہنچانے کیلئے ایک بار پھر ان ہی اعصاب کا سہارا لیتا ہے، یاد رکھئے کہ حرام مغز بے شمار اعصاب کا مجموعہ ہے جسم میں پھیلے ہوئے اعصاب دراصل کسی زنجیر کی طرح باہم جڑے ہوتے ہیں، یہ بے شمار اعصابی خلیوں کا مجموعہ ہوتے ہیں۔

فکر صحت

کمر درد سے کیسے بچا جائے؟

۱) ریڑھ کی ہڈی پر زیادہ دباؤ مت ڈالیں۔
۲) اگر آپ کا زیادہ تر کام بیٹھنے کا ہے تو اپنے لئے موزوں کرسی کا انتخاب کیجئے، ہمیشہ سیدھا بیٹھے اور ہر نصف گھنٹے بعد کوشش کریں چہل قدمی ہو جائے، چاہے، وہ چند قدم ہی کی کیوں نہ ہو۔
۳) چلتے ہوئے اپنے جسم کو سیدھا رکھئے، اپنی گردن کو تن کر چلئے، اس بات کی پرواہ مت کریں کہ ایسا کرنے سے لوگ آپ کو مغرور سمجھنے لگ جائیں گے۔
۴) کمر کو اس طرح جھکا کر مت بیٹھیں کہ سارا بوجھ آپ کی ریڑھ کی ہڈی پر پڑے، ہمیشہ توازن برقرار رکھ کر بیٹھئے اور بغیر کمر جھکائے آہستگی کے ساتھ اُٹھئے۔
۵) بے آرام یا بہت اونچی ایڑھی کے جوتے ہرگز مت پہنئے خاص طور پر اگر آپ نوجوان ہیں۔
۶) باورچی خانے میں کام کرتے ہوئے خود کو وقتاً فوقتاً وارم اَپ کرتے رہیے۔
۷) الکوحل کا استعمال اور سگریٹ نوشی مکمل طور ختم کریں۔
۸) اگر آپ کا وزن زیادہ ہے تو اس پر قابو پایئے۔

کمر دَرد ہو جائے تو کیا کریں؟

تمام تر احتیاط کے باوجود اگر آپ کو کمر کا درد ہو جائے تو آپ اس کی وجہ وراثتی خوصیات نازک ہڈیوں کو صریح بد قسمتی قرار دے سکتے ہیں، کمر کا درد اچانک ہو سکتا ہے، کبھی شدید ہوتا ہے اور کبھی دھیما، بعض اوقات یہ خاص اوقات میں اُبھرتا ہے، یہ بالائی اور زیریں کسی بھی جگہ شروع ہو سکتا ہے، جب پہلی بار کمر کا درد ہو تو مزید کسی سنجیدہ مرض سے بچنے کیلئے فوراً اپنا میڈیکل چیک اَپ کرا لیں، تمام ممکنہ اسباب کا سدباب کرنے کے بعد اس وقت تک بستر پر آرام کریں جب تک ابتدائی درد کا حملہ سرے سے معدوم نہ ہو جائے، طبی ماہرین کے مطابق باقاعدہ ہلکی پھلکی ورزش کرنے سے کمر کے درد میں مبتلا افراد کو کافی آرام ملتا ہے۔ باقاعدگی سے ورزش آپ کے عضلات کو مستقل طور پر مضبوط بناتی ہے، جس سے ریڑھ کی ہڈی کو کافی حد تک سہارا ملتا ہے، اب ہم آپ کو// بقیہ صفحہ 6 پر......

جنازے اور مُروّجہ رسمیں

کسی عزیز کے انتقال پر اس کے عزیز و اقارب کو دو غموں کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ ایک تو عزیز کے بچھڑنے کا غم اور دوسرے فوری اخراجات کی فکر۔ یہ بے جا اخراجات نہ صرف یہ کہ ایک قسم کا مالی تاوان ہیں بلکہ اخلاقی اور افرادی قوت کا بھی ضیاع ہیں۔ موت کے وقت یہ بے جا رسم بدعات اور گناہوں کا ایک بدترین امتزاج ہے، میت کے عزیز و اقارب معاشی تنگی کے باوجود بھی یہ غلط رسم ادا کرتے ہیں یا اس رسم کی ادائیگی پر اپنے آپ کو مجبور پاتے ہیں۔ میں نے بہت سے غریب لوگوں کو بھی دیکھا ہے جو قرض لے کر ان رسوم کو نبھاتے ہیں کیونکہ ان کے دِلوں میں یہ خیال پیوست کر گیا ہے کہ یہ بھی شریعت کا حکم ہے اور اس کی ادائیگی لازمی ہے۔

اس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ ایک طرف تو میت کی لاش تدفین کیلئے تیار کی جاتی ہے تو دوسری طرف مہمانوں کے استقبال کیلئے قیام و طعام کا بندوبست کیا جاتا ہے۔ اکثر تو آج کل گھر کے سامنے خیمہ تک نصب کرنا پڑتا ہے یا شامیانہ لگایا جاتا ہے، جس میں ماتم پرسی کرنے والے حضرات بیٹھتے ہیں اور پھر کھانا وغیرہ کھاتے ہیں۔ یہی بات چالیسویں کے نام پر پھر دہرائی جاتی ہے، اس کے بعد پھر پہلی برسی دوسری برسی اور پھر برسیوں کا ایک طویل سلسلہ۔ یہ رسم دینی اور دُنیاوی دونوں اعتبار سے غلط اور قابل مذمت ہے۔

گذشتہ جنگ عظیم میں اکیلے جرمنی کے ایک کروڑ اشخاص مارے گئے تھے، انہوں نے اپنے مردوں کے ساتھ کیا سلوک کیا؟ انہوں نے مقتولین کو خاموشی کے ساتھ دفن کر دیا اور زندگی کی جدوجہد میں جٹ گئے، اس کا نتیجہ یہ برآمد ہوا کہ چند سالوں کے اندر انھوں نے اپنے نقصان کی تلافی کر لی۔

ایک ہم ہیں کہ اپنے ایک فوت شدہ شخص کا ماتم پورے چالیس روز تک اور پھر سالہا سال تک کرتے رہتے ہیں، ایسے حالات میں اگر لاکھوں فوت ہو جائیں تو پوری قوم سالہا سال تک ماتم ہی میں گذار دے گی۔ تین دِن تک سوگ منانا پھر چالیسواں اور پھر برسی وغیرہ منانا حماقت نہیں تو اور کیا ہے، افسوس تو اس بات کا ہے کہ عام اور خاص سبھی اس موذی مرض میں مبتلا ہیں اور اسے دین کا ایک جز سمجھتے ہیں۔

ہمارے خطیب اور واعظ حضرات مسلمانوں کو اس موذی بدعت سے چھٹکارا دلانے میں ابھی تک کامیاب نہیں ہو سکے ہیں۔ بہت سی جگہوں پر اس کے جواز اور رواج کو تقویت بخشنے کیلئے ان مواقع پر قرآن خوانی اور وعظ و نصیحت کا بھی اہتمام کیا جانے لگا ہے۔ اس رسم کو دینی رنگ دینے کی کوشش نے معاملہ کو اور بھی نازک بنا دیا ہے۔ جبکہ اس کا علاج صحیح طور سے سنت نبویؐ کی اتباع سے کیا جانا تھا، اس طرح ان ساری رسومات اور خرافات کی مکمل بیخ کنی ہو جاتی۔ ایسے معاملات میں اسلام کی سنت یہ ہے کہ انسان اللہ کے فیصلے کا صبر و ہمت کے ساتھ سامنا کرے، اپنے دِل میں گریہ و زاری، آہ و بکا کو جگہ نہ دے، وہ زیادہ دنوں تک غموں کو پال کر نہ رکھے۔

ہونا تو یہ چاہیے کہ وہ اس المیہ کے بعد اپنی زندگی کو از سرِ نو شروع کرے، اپنے ربّ کی مزید معرفت کے ساتھ، اس کے احکام کی تعمیل کے ساتھ اور جو کچھ خدا نے اس کیلئے مقدر کر رکھا ہے اس کی توقع کے ساتھ۔ حضور ﷺ نے فرمایا: ''جس نے مصیبت کے وقت اِنّا للہ وانا الیہ راجعون پڑھا اللہ اس کی مصیبت کی تلافی کر دیگا، اس کا ٹھکانا اچھا بنائیگا اور اس کا جانشین اس کو بنائیگا جس کو یہ پسند کریگا''۔ اسلئے کسی مسلمان مرد یا عورت کو ماتمی لباس پہننا جائز نہیں ہے، اسی طرح اپنے بدن میں، صورت میں، گھر میں افعال میں ماتمی شعار اپنانا جائز نہیں ہے۔ اس دنیا سے کسی زندہ شخص کے عالم آخرت میں چلے جانے کا یہ مطلب ہرگز نہیں ہے کہ اس دنیاوی زندگی میں انتشار فساد اور ماتم برپا ہو جائے۔ ہمارے بزرگوں سے یہی منقول ہے کہ مرنے والا مر گیا اب زندوں کو تو زندہ رہنا چاہیے۔ چونکہ مردوں کے مقابلے میں عورتیں زیادہ جذباتی ہوتی ہیں، اور رنج و غم کا اثر زیادہ قبول کرتی ہیں اسلئے اسلام نے ان کے سوگ کی مدت متعین کر دی ہے۔ حضور ﷺ کا ارشاد ہے: ''کسی عورت کیلئے جو اللہ اور آخرت پر ایمان رکھتی ہو یہ جائز نہیں ہے کہ وہ تین راتوں سے زیادہ سوگ منائے لیکن صرف شوہر کیلئے وہ چار ماہ اور دَس دِن تک سوگ منا سکتی ہے۔''

یہ حکم عورت کے تمام رشتہ داروں کیلئے ہے کہ وہ تین دِن سے زیادہ سوگ نہ منائیں، سوگ نہ منانے کا مطلب ہے زیب و زینت، خوشبو وغیرہ کا استعمال نہ کرنا۔ لیکن شوہر کا معاملہ دیگر ہے، عورت کے ساتھ اس کا تعلق اور اس کی حیثیت اور پھر عورت کے مستقبل میں تبدیلی اسے مزید مدت تک سوگ منانے پر مجبور کرتی ہیں، لیکن عدت پوری ہونے پر پھر وہ حسب سابق زیب و زینت کی زندگی میں واپس جا سکتی ہے۔ اس موقع پر میں مسلمانوں کی توجہ ایک دوسرے مسئلہ کی طرف بھی مبذول کرانا چاہتا ہوں اور وہ یہ ہے کہ جنازے کے ساتھ شور و شغب یا اونچی آواز کے ساتھ کچھ بھی نہیں ہونا چاہیے یہاں تک کہ قرآن کی تلاوت اور اللہ کا ذکر بھی۔ پہلے ایسے مواقع پر پیشہ ور نوحہ گروں کی خدمات حاصل کی جاتی تھیں لیکن اسلام نے اس بات سے سختی سے منع کیا ہے۔

ہمارے اسلاف کے جنازوں میں خشوع اور وقار ہوتا تھا یہاں تک کہ میت کے سب سے نزدیکی عزیز کا امتیاز بھی مشکل ہو جاتا تھا کیونکہ سبھی لوگوں کے چہروں پر غم یاس اور ملال کے اثرات ہوتے تھے۔ کیونکہ ہر جنازے کے ساتھ انہیں یہ احساس ہوتا تھا کہ عنقریب ان کے ساتھ بھی یہی سب کچھ ہونے والا ہے۔ حسن بصریؒ کا قول ہے، ''کل کے مردہ آج کے مردہ کے پیچھے پیچھے چل رہے ہیں''۔ ایک شخص کے جنازے میں جب کسی شخص نے یہ کہا کہ اپنے بھائی کیلئے مغفرت طلب کرو تو حضرت ابن مسعودؓ نے فرمایا خدا تمہاری مغفرت نہ کرے، کیونکہ وہ شخص یہ بات بلند آواز سے کہہ رہا تھا۔ اسی وجہ سے ہم جنازہ کے ساتھ کسی بھی قسم کے شور و ہنگامہ، آہ و بکا، یہاں تک کہ بلند آواز کے ساتھ قرآن کی تلاوت اور ذکر و استغفار سے بھی منع کرتے ہیں۔ یہی اسلامی شعار ہے اور اسی پر ہمارے اسلاف کاربند رہے ہیں۔ اسلام نے تعزیت کرنے کا حکم دیا ہے، لیکن چلتے پھرتے اہل میت کو اس کیلئے اہتمام کرنے کی چنداں ضرورت نہیں ہے۔ ہمارے سلف صالحین اسی طرح تعزیت کیا کرتے تھے، اپنی ضروریات سے واپسی میں ملاقات کرتے اور پھر واپس ہو جاتے۔ لیکن بعد میں صورت بدل گئی، اہل میت کیلئے تعزیت کی جگہ بنانی پڑتی ہے، اور پھر کھانے پینے کا انتظام بھی۔ افسوس تو یہ ہے کہ جاہلیت کے یہ قدیم رسم ہمارے درمیان پھر واپس لوٹ آئی ہے اور ہم خاموشی کے ساتھ اسی پر عمل پیرا ہیں۔ میرے خیال میں آخرت میں شخصی جوابدہی کے اصول پر ایمان میں کمزوری ہی اس کا سبب ہے، مُردوں کو زندوں کے جن اعمال کے ثواب ملتے ہیں وہ حدیث پاک میں صاف صاف بیان کئے گئے ہیں، اب کرایے پر تلاوت قرآن کریم کرا کے ثواب پہنچانے کے بارے میں سوچنا بھی فضول ہے۔ میرے خیال میں کسی بھی اُمت نے ایسا نہیں کیا کہ وہ ہماری طرح اپنی کتاب کو زندوں کیلئے چھوڑ دے اور قبروں میں پڑھنے کا انتظام کرے۔

محمد حسین۔ سرائے بالا سرینگر

www.khanqah.in

www.khanqah.in

آپ کے پوچھے گئے دینی سوالات

سوال: آج کل عام طور پر شہروں میں زیادہ تر جبکہ دیہات کی طرف بھی بہت ہی یہ رواج بڑھ چکا ہے کہ عام سوتی یا نیلان موزوں پر مسح کر کے نماز ادا کی جاتی ہے۔ کہا جاتا ہے کہ حدیث میں خفّین پر مسح کا حکم آیا ہے؟

نذیر احمد بٹ۔ کھرم بجبہاڑہ

جواب: وباللہ التوفیق۔ یہی واقعہ کمزور سندوں سے مسح علی نعلیہ (اپنے جوتوں پر مسح کیا) کیالفاظ میں روایت کیا گیا ہے، اس کے علاوہ امام بخاری نے ایک باب باندھا ہے، باب غسل الرجلين فى النعلين ولا يمسح علي النعلين (دونوں پاؤں جوتوں کے اندر دھونے کا باب اور یہ کہ جوتوں پر مسح نہیں کیا جائے گا) اس باب میں انہوں نے عبید بن جریج کی ایک حدیث روایت کی ہے جس میں انہوں نے حضرت ابن عمرؓ سے چند سوالات کیے ہیں، ان کا ایک سوال یہ تھا کہ آپ سبتی نعلین کیوں استعمال کرتے ہیں؟ (یعنی ایسے چمڑے کے چپل جس پر بال نہ ہوں) اس سوال کے جواب میں وہ فرماتے ہیں: ”وأما النعال السبتية فإنّي رأيتُ رسول اللّه صلّى اللّه عليه وسلّم يلبس النعال التي ليس فيها شعر ويتوضّأ فيها وإنّي احب ان البسها“ (بخاری علی حاشیہ فتح الباری جلد ۱/۱۸۸) (رہے سبتی جوتے تو میں نے رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کو ایسے جوتے پہنتے دیکھا ہے جس میں بال نہیں ہوتے تھے اور آپ اس میں وضو بھی کرتے تھے اور میں انہیں پہننا پسند کرتا ہوں)

ان دونوں حدیثوں سے معلوم ہوا کہ صرف نعلین (جوتوں) پر مسح کی حدیث کا تعلق مسح علی الخفین کے باب سے ہے ہی نہیں، اس حدیث سے جو کچھ معلوم ہوتا ہے وہ صرف یہ ہے کہ جوتے پہنے ہوئے اگر کوئی شخص ہلکے طور پر اپنے پاؤں دھولے تو غسل رجلین یعنی پاؤں دھونے کا فرض ادا ہوجائے گا۔

دوسری بات یہ عرض کرنی ہے کہ مسح کے لفظ سے دھوکا نہ کھانا چاہیے اس لئے کہ یہ لفظ لغت اور احادیث دونوں میں غسل خفیف (ہلکے طور پر دھونا) کیلئے بھی استعمال ہوتا ہے، امام طحاوی نے حضرت علیؓ سے وضو کی ایک حدیث روایت کی ہے جس کا ایک ٹکڑا یہ ہے: ”ثم أتى بماء، فمسح بوجهه ويديه“ (معانی الآثار جلد ۱/۲۰) (پھر پانی لایا گیا تو انہوں نے اپنے چہرے اور دونوں ہاتھوں پر مسح کیا)۔

ظاہر ہے کہ چہرے اور ہاتھوں کیلئے مسح کا جو لفظ استعمال ہوا ہے وہ اس معنی میں نہیں ہوسکتا جس معنی میں خفین کیلئے استعمال ہوتا ہے، بلکہ غسل خفیف یا چہرے اور ہاتھوں کو پانی سے تر کر لینے کے معنی میں استعمال ہوا ہے...... علامہ ابن حجر نعلین پر مسح والی حدیث کی توضیح کرتے ہوئے لکھتے ہیں: ”ولأن المسح يطلق على الغسل الخفيف، يقال مسح علي أطرافه لمن توضأ، ذكره ابوزيداللغوى وابن قتيبة وغيرهما“ (فتح الباری جلد ۱/۱۸۹) (اور اسلئے کہ مسح کا لفظ غسل خفیف پر بھی بولا جاتا ہے جس نے وضو کیا ہو اس کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ اس نے اپنے اعضاء پر مسح کیا اس لغت کو ابوزید لغوی، ابن قتیبہ اور دوسروں نے بیان کیا ہے۔)

اس تفصیل سے واضح ہوا کہ صرف جوتوں پر مسح کی حدیث کو موزوں پر مسح کے مسئلے میں بطور دلیل پیش کرنا صحیح نہیں ہے، راقم الحروف کا خیال ہے کہ اگر مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودی مدظلہ کو اس مسئلے پر نظر ثانی کا موقع مل گیا تو ان کی رائے اتنی مطلق باقی نہیں رہے گی جتنی رسائل ومسائل حصہ دوم میں ہے۔ (جنوری ۱۹۶۷، جلد ۳۸ شمارہ: ۱)

سوال: آپ نے ''زندگی'' جنوری ۶۷ء میں ''موزوں پر مسح'' کے عنوان سے رسائل ومسائل میں ثابت کیا تھا کہ پتلے اور باریک موزوں پر مسح کرنا جائز نہیں ہے، آپ نے مولانا مودودی کا جواب بھی دیا تھا اور لکھا تھا کہ اگر مولانا نے اس مسئلہ پر نظر ثانی کی تو ان کی رائے مطلق نہیں رہے گی جتنی اَب ہے۔ فروری ۱۹۶۸ء کے ترجمان القرآن میں زندگی کے حوالے سے اس مسئلے پر پھر بحث کی گئی ہے، جواب مولانا نے نہیں بلکہ جناب ملک غلام علی صاحب نے لکھا ہے، اُمید ہے کہ ترجمان القرآن آپ کی نظر سے گزرا ہوگا اور اس کی بحث سے مطمئن ہوگئے ہوں گے، جس چیز میں سہولت ہے کیا اس کو اختیار کرنا بہتر نہ ہوگا؟ میری طرح دوسرے قارئین زندگی بھی منتظر ہوں گے کہ اَب آپ کیا کہتے ہیں؟

عام موزوں پر مسح جائز نہیں - 4

☆☆☆

حضرت مفتی مظفر حسین صاحب قاسمی۔ مدظلہ العالی

جواب: محض اتفاق سے فروری ۶۸ء کا ترجمان القرآن دفتر زندگی میں پہنچ گیا ورنہ کئی سال سے ہندوستان کا ڈاک خانہ یا پاکستان کا ڈاک خانہ ہم تک اسے پہنچنے نہیں دیتا، میں خود نزلے اور تنفس کا مریض ہوں، اگر باریک موزوں پر مسح کرنا صحیح ثابت ہوجائے تو شخصی طور پر مجھے بھی سہولت حاصل ہو، لیکن میرے نزدیک ابھی تک یہ صحیح ثابت نہیں ہوسکا ہے، آپ ہوں یا کوئی بھی دوسرا شخص ہو اس کو اس رائے پر عمل کرنا چاہیے جس کے دلائل سے وہ مطمئن ہوگیا ہو، یہ ضروری نہیں ہے کہ اگر مجھ حقیر کو اطمینان نہ ہو تو کسی کو اطمینان نہ ہو، وضو میں پاؤں دھونے کا حکم چونکہ قرآن کریم کا ایک منصوص حکم ہے اسلئے آخری طور پر ایک بار پھر میں اپنا نقطہ نظر واضح کر رہا ہوں، کسی بحث کا دروازہ کھولنا ہرگز مقصود نہیں ہے۔ ویسے علمی بحثیں اگر اپنی حدود کے اندر ہوں تو مضر نہیں ہوتیں، مولانا مودودی مدظلہ چونکہ بہت اہم کاموں میں مشغول ہیں، اسلئے میرا خیال ہے کہ خود ان کو اس مسئلے پر نظر ثانی کا موقع نہیں ملا۔ محترم ملک غلام علی صاحب نے تو میری بحث کی اصل بنیاد کا اپنے جواب میں ذکر تک نہیں کیا، میرا خیال ہے کہ جن لوگوں نے میرے پیش کردہ مباحث کو سمجھ کر پڑھنا ہوگا وہ بھی محترم ملک صاحب کے جواب سے مطمئن نہ ہوگے۔ جواب کا صحیح طریقہ یہ تھا کہ یا تو یہ لکھ دیا جاتا کہ مولانا مودودی کے دیے ہوئے دلائل پر زندگی میں جو کچھ لکھا گیا ہے اس کے پڑھنے کے بعد بھی مولانا کی رائے میں کوئی تبدیلی نہیں ہوئی ہے، یا پھر زندگی میں جو بحث کی گئی ہے اسکی اصل بنیاد پر اظہار خیال کیا جاتا اور مولانا مدظلہ کے دلائل پر جو کچھ لکھا گیا ہے اس کا جواب دیا جاتا لیکن ملک صاحب نے نہ تو پہلا طریقہ اختیار کیا اور نہ دوسرا۔

میری بحث کی اصل بنیاد یہ ہے کہ وضو میں دونوں پاؤں دھونا قرآن کا ایک منصوص حکم ہے اور صحیح ترین قولی وفعلی احادیث سے بھی ثابت ہے اور اس قدر مؤکد ہے کہ غفلت کی بنا پر اپنی ایڑی خشک چھوڑ دینے والے کیلئے آگ کی وعید سنائی گئی ہے۔ ایک ایسے منصوص اور مؤکد حکم کے خلاف وضو میں پاؤں پر مسح کرنا صرف اسی وقت صحیح ہوگا جب ایسا کرنا صحیح ترین قولی وفعلی احادیث سے ثابت ہو۔ ضعیف یا مختلف فیہ احادیث سے ثبوت پیش کرنا صحیح نہیں ہے، یقین کو چھوڑ کر احتمال پر عمل کرنا غلط ہے، ہم خفین پر مسح کو صحیح اسی لئے کہتے ہیں کہ ان پر مسح کرنا ایسی احادیث سے ثابت ہے کہ جو مشہور بلکہ بمنزلہ متواتر ہیں۔ اگر خفین پر مسح کرنے کی حدیث بھی ویسی ہی ہوتی جیسی جوربین والی ہے تو ہم خفین پر مسح کرنے کو بھی جائز قرار نہ دیتے۔ یہ ہے میری بحث کی بنیاد اور اسی پر میرے مباحث کی پوری عمارت تعمیر ہوئی ہے۔ لیکن محترم ملک غلام علی صاحب نے اپنے جواب میں اس کا ذکر تک نہیں کیا اگر میرا یہ نقطہ نظر صحیح نہیں ہے تو انہیں اس کے صحیح نہ ہونے کو دلائل سے ثابت کرنا چاہیے تھا اور اگر میرا یہ نقطہ نظر صحیح ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ یہ ایک مسلمہ دینی اصول ہے تو پھر اسی کی روشنی میں ان کو جواب لکھنا چاہیے تھا۔ انہوں نے اپنے جواب کا آدھا حصہ صرف یہ بتانے پر صرف کردیا کہ بغیر کسی شرط کے جرابوں میں مسح کے قول میں مولانا مودودی منفرد نہیں ہیں بلکہ ان سے پہلے ابن حزم، ابن تیمیہ اور ابن قیم بھی یہ قول اختیار کر چکے ہیں۔ (اس موقع پر ابن تیمیہ کا نام پیش کرنا صحیح نہیں ہے۔ تفصیل آگے آرہی ہے) ترجمان القرآن میں جن صاحب کا سوال شائع ہوا ہے وہ اگر مزید نام دیکھ کر مطمئن ہوجائیں تو ٹھیک ہے، لیکن ان ناموں کا اضافہ میری بحث کا جواب نہیں ہے میں نے اپنی بحث میں دلائل کے ساتھ نعلین (جوتوں) پر مسح کرنے کی صحیح مراد بھی واضح کی تھی۔ میری غرض یہ تھی کہ جس طرح نعلین پر مسح کرنے کا مطلب یہ نہیں ہے کہ صرف چپلوں پر مسح کرلیا جائے اسی طرح جوربین پر مسح کا مطلب یہ نہیں ہے کہ کوئی شخص باریک سا موزہ چڑھا کر اس پر مسح کو جائز قرار دے لے لیکن جواب کو آخر کون شخص زندگی کے مباحث کا جواب قرار دے گا؟

اس مسئلے میں سب سے پہلی لغزش۔ اللہ انہیں معاف کرے علامہ ابن حزم (متوفی ۴۵٦ھ) سے ہوئی۔ ان سے پہلے ائمہ مجتہدین اور ائمہ حدیث اس پر متفق تھے کہ جرابوں پر علی الاطلاق مسح جائز نہیں ہے، ائمہ اربعہ اور دوسرے ائمہ فقہ وحدیث میں سے کوئی ایسا نہیں ہے جس نے جرابوں پر بغیر کسی شرط کے مسح جائز قرار دیا ہو۔ چار سو برس کے بعد علامہ ابن حزم غالباً پہلے شخص ہیں جنہوں نے اس سے اختلاف کیا اور اس حد تک آگے بڑھے کہ اگر کوئی شخص ایسے سوتی یا کسی چیز کے بنے ہوئے دریدہ موزے پہنے ہوئے ہو کہ دونوں پاؤں آدھے سے زیادہ باہر نکلے ہوئے ہوں تو ان موزوں یا جرابوں پر بھی مسح جائز ہے۔ اس لغزش کا سبب، ان کی اس سے بڑی ایک دوسری لغزش ہے اور وہ یہ ہے کہ ان کے نزدیک پاؤں دھونے کا حکم قرآن سے ثابت نہیں ہے۔ قرآن کریم نے سر کی طرح پاؤں پر بھی مسح کرنے کا حکم دیا تو رسول نے اس کے خلاف پاؤں دھونے کا حکم کس طرح دیا؟ اس کا جواب انہوں نے یہ دیا ہے کہ غسل رجلین (پاؤں دھونا) کی حدیث میں جو حکم ہے وہ قرآن کریم کے حکم پر زائد اور اس کا ناسخ ہے۔ گویا اللہ کے حکم کو اس کے رسول نے نہ صرف منسوخ کیا بلکہ اگر غفلت سے کوئی شخص اپنی ایڑی خشک چھوڑ دیا کرے تو اس کو دوزخ کی وعید بھی سنادی۔ نعوذ باللہ من ہذا القول۔ ظاہر ہے کہ جس شخص کے نزدیک پاؤں دھونے کا حکم قرآن میں نہیں ہے اس کیلئے بہت آسان ہے کہ ہر طرح کے موزوں پر مسح کو جائز قرار دے، بلکہ موزے آدھے سے زیادہ پھٹے ہوئے ہوں جب بھی ان پر مسح کو صحیح کہے۔ لیکن ہمارے لئے ایسا قول اختیار کرنا آسان نہیں ہے۔ ہمیں یقین ہے کہ اللہ تعالیٰ نے وضو میں پاؤں دھونے ہی کا حکم دیا ہے اور یہی صحیح ترین قولی وفعلی احادیث سے بھی ثابت ہے اور اب اسی پر اہل السنۃ والجماعۃ کا اجماع بھی ہے۔ اسی طرح ائمہ مجتہدین اس بات پر بھی متفق رہے ہیں کہ جرابوں پر بغیر کسی شرط کے مسح کرنا جائز نہیں ہے۔ چار صدیوں تک جس مسئلے پر اتفاق رہا اس میں علامہ ابن حزم نے رخنہ ڈالا۔ اگر کوئی اس رخنہ اندازی ہی کو صحیح سمجھتا ہے تو اسے اختیار ہے کہ ململ اور آبرواں کی جرابیں بنوا کر پہنے اور ان پر مسح کرے۔ (باقی آئندہ شمارے میں)

نوٹ: اس شمارے میں شامل اشاعت مضامین ومراسلے وغیرہ سے ادارے کا ہر بات سے متفق ہونا ضروری نہیں۔ مدیر

www.khanqah.in

اور جب وقت ساقط ہوگا......!!!

جدید سائنسی علوم کا مآخذ بیشتر یونانی مفکرین کے تصورات ہیں جن میں بیشتر کے نظریات کا پہلا اصول یہ تھا کہ مادہ اور کائنات کے اجزائے ترکیبی دو متضاد ہیں جیسے آگ اور پانی، ہوا اور مٹی، اور دونوں کے برابر اہمیت دی گئی، ان کے افعال مختلف ہی کیوں نہ ہوں، یہی وجہ ہے کہ 500 قبل مسیح مشہور یونانی فلسفی Thale نے جب مشاہدہ کیا کہ وہ چیز جس کو Amber کہتے ہیں اون (Wool) کے ساتھ رگڑی جائے تو اس میں کاغذ کے ٹکڑوں، بھونسے جیسی اشیا کو اپنی طرف Attract کرنے کی خصوصیت پیدا ہوجاتی ہے، لگ بھگ 21 صدیوں کے لمبے وقفہ کے بعد جس میں علم کے معلوم ولامعلوم کی مرکب جستجو کی داستان اب تک پردہ راز میں ہے 1600ء میں Gilbert نے مزید دریافت کیا کہ سطور بالا میں شہ مذکور کی خصوصیت کی حامل دیگر اشیا مثلاً شیشہ Glass)، آبنوس کی لکڑی، گندھک وغیرہ ہیں جو رگڑ سے مذکورہ بالا صفت کی حامل ہوتی ہیں، یعنی ان میں رگڑ کے بعد ہلکی چیزوں کو اپنی طرف کھینچ لینے کی برقی صلاحیت پیدا ہوجاتی ہے اور یہ کہا جاتا ہے کہ اس شئے نے ''چارج'' حاصل کرلیا، اسی برقی شہ کو Charged material بھی کہتے ہیں، تجربہ سے یہ دیکھا گیا ہے کہ Silk سے رگڑ کھائے ہوئے شیشہ کی ایک چھڑ کو اسی طرح کے دھاگے سے باندھ کر لٹکائے ہوئے چھڑ کے قریب لایا گیا تو لٹکا ہوا چھڑ پہلے چھڑ سے کچھ دور ہٹ گیا، یہی معاملہ آبنوسی چھڑ کے Cat-Skin سے رگڑ کھانے پر پیش آیا، لیکن ایک Charged آبنوسی لٹکے ہوئے چھڑ کے قریب ایک Charged شیشہ کے چھڑ کو لے جانے پر آبنوسی چھڑ شیشہ کی چھڑ کی طرف کھینچنے لگا، اس طرح دور ہٹنے والے چارجوں کو Positive Charge اور قریب تر ہونے والے چارجوں کو Negative Charge نام دیا گیا، یعنی Like Charges repell Each other and unlike charges attract each other اور جیسا کہ اب عام جانکاری کی بات ہوچکی ہے کہ atom کے نیوکلیس میں موجود Proton کو Positival charged اور نیوکلیس کے باہر اس کے گرد جو Electron گردش کرتے ہیں وہ Negativel Charged ہوتے ہیں، اور atom میں دونوں کی تعداد برابر ہوتی ہے، اور ساتھ ہی قیمت (Value) بھی۔ اس پس منظر میں قرآن کریم کی چند آیات قابل غور ہیں جن میں باری تعالیٰ فرماتا ہے: ''اور یہ نہیں ہوسکتا کہ اندھا اور بینا یکساں ہوجائے او رایماندار اور صالح اور بدکار برابر ٹھہریں، مگر تم لوگ کم ہی سمجھتے ہو، یقیناً قیامت کی گھڑی آنے والی ہے، اس کے آنے میں کوئی شک نہیں مگر اکثر لوگ نہیں مانتے۔'' (المؤمن) ان سے پوچھو کیا علم رکھنے والے اور لاعلم (جاہل) دونوں کبھی یکساں ہوسکتے ہیں نصیحت تو عقل رکھنے والے ہی قبول کرتے ہیں۔'' (الزمر) دونوں آیتوں میں سوالیہ لفظ ''یکساں'' نمایاں ہے، جس کا جواب نفی میں یعنی ''نہیں'' ہے۔ اسلئے آیت بالا میں سوال کا جواب اثبات میں ناممکن ہے، بلکہ واقعہ جواب نفی میں یعنی نہیں ہے، اسلئے ریاضیاتی استدلال سے بھی قرآن کے مطابق دو متضاد صفتیں برابر نہیں ہے، یعنی ایماندار اور صالح اور بدکار برابر نہیں ہوسکتے، ورنہ اگر موت کے بعد اعمال کا کوئی حساب وکتاب نہ ہوتا تو بدکار ہی چالاک اور کامیاب مانا جاتا جو زندگی بھر بدکاریاں اور ظلم کرتے ہوئے عیش وعشرت کی زندگی گزارتا اور ایماندار اور صالح سے بڑا بے وقوف اور ناکام نہ ہوتا جو نیکیاں کرکے اور مظلوم بن کر عسرت اور تکلیف کی زندگی گزارتا، مگر سوال یہ ہے کہ دُنیا کی تواریخ پر نگاہ ڈالی جائے تو مختلف خطہ ارض پر ہر سماج میں جب انسانی قانون نے مظلوموں کو انصاف اور ظلم کرنے والوں کو سزا کا مستحق مانا ہے، جس کا پیمانہ ہر خطہ ارض کیلئے الگ الگ ہے، یعنی کوئی شخص ایک خطہ ارض میں اپنے جن اعمال کیلئے وہاں کے قانون کے مطابق جزا کا مستحق ہے تو وہی شخص انہیں اعمال کیلئے دوسرے خطہ ارض میں وہاں کے قانون کے مطابق سزا کا مستحق۔ اسلئے کوئی ایسا طریقہ احتساب لازم اور فطری ہے جو پوری انسانیت کیلئے یہاں تک کہ انسانیت کے اس طبقہ کیلئے بھی جو دُنیاوی قانون کے نابرابری اور انصاف کامل کی عدم موجودگی کی وجہ سے اپنے دُنیاوی اعمال کے متضاد نتائج کو بھگت کر دُنیا سے رُخصت ہو چکا ہے، مکمل انصاف کا ضامن بھی ہو اور ساتھ ہی دُنیاوی زندگی میں نیک وبد اعمال اور ان کے نتائج سے ہمیشہ سے باخبر کرتا آرہا ہو۔

ایسی حالات میں نیکی اور بدی، حق کے علم اور جہل کے درمیان تفریق اور ان کے مطابق غیر متضاد سزا وجزا کے پیمانہ کی منادی کون کرتا آرہا ہے؟ بے شک ہر زمانے کے انبیاء، ان پر نازل کی گئی ہدایتیں اور کتابیں اور سب کے آخر میں، قرآن اور کتاب سنت جو بتاتی ہیں وہ ہستی کون ہے؟ اس کی صفات کیا ہیں؟ اس کی سلطنت کی حدود میں اس سرزمین کا کیا مقام ہے، اور اس سرزمین پر انسانوں کی آزادی کی حدود کیا ہیں اور حدود سے انحراف کے نتائج کیا ہوں گے؟ وہ وہ ہستی ہے جو اس یوم الحساب کی مالک ہے اور اس نے اپنے بندوں کو علم دے کر دُنیا بھر میں معلومات کا ایک جال بچھوا دیا ہے تاکہ زمین کا کوئی گوشہ قرآن کی آیتوں اور کتاب سنت کے علم سے بہرہ نہ رہ جائے، اسلئے لاعلمیت اور بہانہ سازی کی اب کوئی گنجائش نہ ہوگی، اور اس روز حساب کے قائم ہونے میں اب کوئی دیر نہیں ہے، مگر اس یوم الحساب کے قائم ہونے کیلئے ضروری ہے کہ دُنیا کے سارے لوگ جاں بحق ہوچکے ہوں، یعنی دُنیا میں کسی کیلئے اس کے اعمال کیلئے کوئی بھی ''مستقبل'' باقی نہ رہ جائے، یعنی دُنیا کے سارے بچے ہوئے زندہ لوگ ایک بڑے ''عظیم حادثہ'' کا شکار ہوجائیں، اس ''عظیم حادثہ'' کا نام قیامت ہے، یعنی سائنسی اعتبار سے جب وقت ساکت ہوجائے گا۔

جیسا کہ قرآن کریم میں ارشاد ہوا ہے: ''آسمان کو ہم نے اپنے زور سے بنایا ہے اور ہم اس میں توسیع کررہے ہیں''۔ (الذاریات:۴۷) میں اکثر اپنے مضامین میں اس بات کو ذکر کرتا ہوں کہ جدید سائنسی نظریہ کے مطابق کائنات، مادہ، بشمول لاتعداد گیلیکسیوں کے timeSpace- سے جڑے ہیں، اور آیت کریمہ کی تحقیق کے نتیجہ میں نے 1992 Hubble میں ریڈیو ٹیلسکوپ، سپکڑا اسکوپ اور Doppler effect کے قانون کی مدد سے اس بات کا انکشاف کیا کہ گیلیکسیاں (جن میں ہر ایک لگ بھگ سو ہزار ملین ستاروں پر مشتمل ہیں) ہر طرف دیکھے جانے پر ہم سے دور بھاگ رہی ہیں، اور یہ کہ وہ جتنا ایک دوسرے سے دور ہوتی ہیں ان کی رفتار بڑھتی جاتی ہے، یعنی وقت کے بڑھنے کے ساتھ ان کی رفتار میں اضافہ ہوتا جارہا ہے، دوسری طرف آئن سٹائن کے خصوصی اضافیت Special relativity کی رو سے کسی بھی مادہ کی رفتار C یعنی روشنی کی رفتار سے تجاوز نہیں کرسکتی، یہی وہ بنیادی تصور ہے جس پر General relativity اور Sapce- time اسٹرکچر کا انحصار ہے، رفتار کی اس آخری حد کو مدنظر رکھتے ہوئے سائنسی منطق اس بات کی غماز ہے کہ گیلیکسیوں کی رفتار کو کسی حد limit پر پہنچ کر ساکت ہوجانا چاہیے، یعنی وقت ساکت ہوجائے گا۔

نتائج کی تشریح سے پہلے ایک مثال ضروری ہے وہ یہ کہ اگر ہزاروں گاڑیاں (کاریں) کسی high way پر ایک دوسرے سے کچھ فاصلہ رکھتی ہوئی تیز رفتاری سے جارہی ہوں اور اچانک سب سے آگے والی کار کو کسی کے حکم کے Remote controle سے Stand Still ہونا پڑے تو اس کے پیچھے کی کار اس سے ٹکرا کر اوپر کی طرف جاکر الٹی جانب پلٹ جائے گی اور ساتھ ہی ساتھ پیچھے کی سبھی کاریں ایک وقت باہم دیگر ٹکرا کر اوپر کی طرف پلٹتی جائیں گی اور اس مسلسل تصادم سے ایک زوردار آواز پیدا کریں گی یہی مثال اگر تیز رفتار گیلیکسیوں پر صادر کی جائے جن میں ہر جانب سب سے آگے والی گیلیکسیاں ساکت ہوجاتی ہیں تو پچھلی گیلیکسیاں ایک مسلسل تصادم سے ایک عظیم حادثہ کا باعث ہوں گی۔

ظاہر ہے ہماری زمین بھی ایک گیلیکسی کا عشر عشیر جزو ہے، کس طرح اس عظیم حادثہ سے متاثر ہوگی جب کہ اس زمین کے رہنے والوں کیلئے ہی جن پر یوم الحساب کی منادی کا وقت ختم ہوچکا ہوگا یہ ''حادثہ عظیم'' کو واقع ہونا پڑیگا، قابل غور بات یہ ہے کہ دو بادلوں کے ٹکرانے سے جو گرج پیدا ہوتی ہے وہ دِل کو ہلانے والی ہوتی ہے تو اس کے مقابلہ میں اس ''عظیم حادثہ'' یعنی قیامت کے دن کی گرج دار آواز کی جو نوعیت ہوگی ۱۴ر صدی قبل اس کے بارے میں ارشاد ہوا ہے:۔

۱۔ آسمانوں اور زمین میں جو کچھ بھی ہے اسی کا ہے، وہ برتر اور عظیم ہے، قریب ہے آسمان اوپر سے پھٹ پڑیں، فرشتے اپنے رب کی حمد کے ساتھ تسبیح کررہے ہیں، اور زمین والوں کے حق میں درگذر کی درخواستیں کیئے جاتے ہیں، آگاہ رہو حقیقت میں اللہ غفور ورحیم ہے۔ (الشوریٰ)

۲۔ آخرکار جب وہ کان کو بہرہ کردینے والی آواز بلند ہوگی۔

۳۔ جب سورج لپیٹ لیا جائیگا، اور جب تارے بکھر جائیں گے اور جب سمندر پھاڑ دیئے جائیں گے۔

بقیہ: کمر درد کن لوگوں کو ہوسکتا ہے؟

چند ورزشیں بتارہے ہیں جن کی مدد سے آپ کمر درد سے نجات پاسکتی /پاسکتے ہیں۔

فرش پر چت لیٹیں اور کمر زمین کے برابر کردیں، گھٹنوں کو خم دیں اور تلوے زمین پر جمائے رکھیں، ہاتھوں کو جسم کے دونوں جانب رکھیں، لمبی سانس لے کر سینے کو پھیلائیں پھر آہستہ سے ناک کے ذریعہ ہوا خارج کریں اور سینے کو اصلی حالت میں لے آئیں۔ اس عمل کو پانچ سے سات بار کریں۔ اپنے ایک گھٹنے کو سینے کی طرف لائیں اور دونوں ہاتھوں سے پکڑ کر مضبوطی سے سینے کی طرف دباؤ ڈالیں پھر آہستہ سے چھوڑ دیں، پھر اسی طرح دوسرے گھٹنے کے ساتھ بھی یہی عمل دہرائیں، اس عمل کو پہلی مرتبہ پانچ بار کریں اور بڑھاتے ہوئے بیس سے پچیس بار تک لے جائیں۔

ورزش کرنے سے چلنے پھرنے اُٹھنے بیٹھنے میں آسانی پیدا ہوجاتی ہے، یہ آپ کو سکون مہیا کرتی ہے، ہر وقت کی جھنجھلاہٹ سے نجات ملتی ہے، خود اعتمادی میں اضافہ ہوتا ہے، کمر کی سیکائی سے بھی درد میں افاقہ ہوتا ہے۔ ہڈیوں کی بافتوں کا ضیاع بالخصوص عورتوں میں دل کے امراض، حرام مغز کے کچھ خاص عوارض، حد درجہ موٹاپا، شدید ذہنی تناؤ، اعصابی بیماریاں کمر کے درد کا سبب بن سکتی ہیں۔ ورزش اور اس کے اوقات کا تعین کرنے سے پہلے ضروری ہے کہ اس سلسلے میں کسی ڈاکٹر سے مشورہ کرلیا جائے۔

بقیہ: صفحہ اوّل سے آگے......

جب قوم کے امور کا سربراہ قوم کا رذیل ترین شخص ہوگا اور جب آدمی کی تعظیم اس کی برائی کے شر سے بچنے کیلئے کی جائیگی، اور جب گانے والی عورتیں ظاہر ہونگی (اور اُن کی عزت کی جائیگی) اور جب باجے (یعنی موسیقی کے آلات) ظاہر ہوں گے، اور جب شرابیں (اعلانیہ) پی جائینگی، اور جب اس امت کے پچھلے لوگ اگلے لوگوں کو بُرا کہیں گے اور ان پر لعنت کرینگے، اس وقت ان سانحات کے واقع ہونے کا انتظار کرو۔ تیز و تند سرخ آندھی، زلزلہ، زمین میں دھنس جانے، صورتیں مسخ ہونے، اور پتھروں کے برسنے کا اور ان پے درپے (قیامت کی) نشانیوں کا، جو گویا موتیوں کی ٹوٹی ایک لڑی ہے، جس سے پے در پے موتی گر رہے ہیں۔" (مشکوٰۃ شریف حدیث نمبر ۵۴۲۵ از ترمذی شریف) مجھ سے کئی لوگوں نے سوال کیا کہ کیا یہ زلزلہ اللہ کا عذاب ہے، اس میں ہلاک ہونے والے شہید ہیں یا نہیں؟ اوّل تو یہ سوال ایسا ہے کہ ایک شخص کی طرف خوفناک آگ بڑھ رہی ہے، وہ اس وقت آگ سے بھاگنے کے بجائے لوگوں سے یہ سوال کرے کہ یہ آگ کس نے جلائی ہے اور کیوں جلائی ہے، اور اس آگ میں جلنے سے کتنی تکلیف ہوتی ہے؟ ایسا سوال یا تو کوئی پاگل کرے گا، یا پھر وہ کرے گا جو جان بوجھ کر اس آگ میں گرنا چاہتا ہو، اللہ کے کاموں کی حکمتیں صرف وہی جانتا ہے۔ لیکن یہ زلزلہ عذاب نہیں ہے بلکہ (اللہ تعالیٰ پناہ میں رکھے) اس کی نافرمانی کا مظہر معلوم ہوتا ہے اور مجھے تو اس قیامت خیز زلزلے کے اندر بھی حق تعالیٰ شانہٗ کی بڑی رحمتیں اور ان کے فضل و کرم کے مظاہر نظر آرہے ہیں، یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے اپنے بندوں کیلئے ایک ڈانٹ ہے، تاکہ ڈرنے والے دِل اب ڈر جائیں، اور اپنی بداعمالیوں سے سچی توبہ کرکے اپنے ربّ کو راضی کرنے میں لگ جائیں، اللہ کا عذاب تو بڑی سخت چیز ہے، وہ ایمان والوں اور اللہ سے ڈرنے والوں کیلئے نہیں بنا ہے، وہ تو اللہ کے دشمنوں، کفار اور مشرکین کا مقدر ہے، جس طرح ایک مشفق باپ اپنی اولاد کی غلطیوں پر پہلے پیار سے سمجھاتا ہے پھر ڈانٹ ڈپٹ کرتا ہے، کبھی ہلکی سی چپت بھی لگا دیتا ہے کہ اس کی نادان اولاد راہِ راست پر آجائے، یہ ڈانٹ ڈپٹ بھی شفقت ہی کی ایک صورت ہے۔

بلاشبہ یہ زلزلہ تاریخ کا بہت بڑا زلزلہ ہے، ابھی تک تمام ذرائع یہ طے نہیں کرسکے کہ ہلاکتوں کی مجموعی تعداد کیا ہے، بعض محتاط اندازوں کے مطابق یہ تعداد ایک لاکھ سے زیادہ ہوسکتی ہے، زخمیوں، بے گھر اور معذور افراد کی تعداد اس سے کہیں زیادہ ہے، لیکن سوچ کا رُخ تھوڑا سا بدل کر دیکھئے، شہید ہونے والوں کو اللہ تعالیٰ نے انشاء اللہ شہادت کا مقام دیا ہوگا، عشرۂ رحمت میں بیشتر افراد روزے سے ہوں گے، وہ زندہ رہتے تو پتہ نہیں کن فتنوں اور گناہوں میں مبتلا ہوتے، ان سے زیادہ قابل رحم حالت ان لوگوں کی ہے جو بچ گئے ہیں، زخمی ہیں، یتیم ہوگئے ہیں، عورتیں بیوہ ہوگئی ہیں اور کتنے ہی انسان بے گھر ہوکر کھلے آسمان کے نیچے آج بھی سردی سے کپکپا رہے ہیں، ان کیلئے بلاشبہ یہ ایک بڑی ابتلا ہے، اس ابتلا میں بھی یقیناً اللہ تعالیٰ کی بیشمار حکمتیں پوشیدہ ہیں، انہیں توبہ کی مہلت دی گئی ہے۔ اس واقعے نے پورے برصغیر کے قوم کے جس بے مثال جذبے کو اُبھارا ہے وہ خود ایک بڑی نعمت ہے، پوری قوم نے دل کھول کر ایثار و ہمدردی، نصرت و اخوت کا عظیم الشان مظاہرہ کیا ہے، یہی وہ جذبہ ہے جو قوموں کو زندہ رکھ سکتا ہے، کاش ہمارے رہنما ہمارے اہل اقتدار اس قومی جذبے کی بقا و نشو و نما کیلئے بھی کوئی حکمتِ عملی تیار کرسکیں۔ اگر یہ واقعہ قوم اور قومی لیڈروں کی آنکھیں کھول دے اور وہ اس واقعے سے یہ سبق حاصل کرسکیں کہ اسلام کا دعویٰ کرنے والوں کی کامیابی اور عزت کا ذریعہ صرف اور صرف اللہ کی غلامی میں ہے، اللہ کے دشمنوں کی کاسہ لیسی میں نہیں تو یہ زلزلہ اللہ کی رحمت ہے، اور اگر اب بھی ان کے دِلوں سے غفلت کے بادل نہ چھٹے تو پھر یہ زلزلہ اللہ کے عذاب ہی کا پیش خیمہ ہے۔

دارالعلوم سواء السبیل آپ کی خدمت..........؟

دارالعلوم سواء السبیل کھانڈی پورہ کولگام جو محتاج تعارف نہیں، پچھلے تیس سال سے اپنی منزلیں طے کرتے آرہا ہے۔ الحمدللہ ہزاروں کی تعداد میں اُمت مسلمہ کے ایمان و یقین اور علم و عمل کو بحر علم و عرفان سے پانی پلاتا رہا، جس کے نتیجے میں سینکڑوں حفّاظ و علماء اور ائمہ پوری وادی میں پھیلے ہوئے ہیں۔ اللہ کے فضل و کرم سے روز بروز یہ علمی و ایمانی تشنگی بڑھتی ہی جارہی ہے اور طلباء کی تعداد بھی بڑھتی جارہی ہے۔

لیکن دوسری طرف دارالعلوم سواء السبیل میں طلباء کی رہائش کیلئے جگہ کی بہت زیادہ تنگی ہے۔ اس سلسلے میں اَب دارالعلوم میں کچھ تعمیراتی کام کا آغاز ہونے لگا، مسجد شریف کی تعمیر بھی زیر تکمیل ہے۔ اس سلسلے میں اہل خیر حضرات سے تعاون کی گذارش کی جارہی ہے، مثلاً: آپ اپنے والدین یا کسی رشتہ دار یا خود اپنے لئے صدقہ جاریہ کیلئے یہ کام کرسکتے ہیں کہ ☆ ایک کمرہ آپ اپنے ذمہ لے سکتے ہیں۔ ☆ کھڑکیاں اور دروازے کی لاگت آپ دے سکتے ہیں۔ ☆ سیمنٹ یا لوہا خود لا سکتے ہیں یا اس کی لاگت دے سکتے ہیں۔ ☆ آپ ایک کمرے کیلئے اینٹیں فراہم کرسکتے ہیں۔ ☆ آپ مزدوروں کی مزدوری دینے میں حصہ لے سکتے ہیں۔ وغیرہ وغیرہ یہ سارا کچھ آپ دو یا تین مرحلوں میں بھی ادا کرسکتے ہیں۔

آپ کے خیر اندیش۔ خدّام: دارالعلوم سواء السبیل کھانڈی پورہ کولگام کشمیر

CHAND SOLARS
NEAR J&K BANK, T.P. BRANCH KULGAM
Cell No's: 9419639044, 9596106546

اپنے غرور سے باز آجا اس سے پہلے کہ تجھ پر مار پڑے!

پیرانِ پیر حضرت **شیخ عبدالقادر جیلانی** رحمۃ اللہ علیہ کا ایک خطاب

تیری علیٰحدگی اور خدا سے غیر حاضر رہنے نے تجھ کو خدا کے ساتھ مغرور بنا دیا اپنے غرور سے باز آجا اس سے پہلے کہ تجھ پر مار پڑے، ذلیل کیا جائے اور مسلط کر دیئے جائیں، تجھ پر بلیات کے سانپ اور بچھو تو نے بلا کا مزہ نہیں چکھا پس ضرور ہوا کہ مغرور یعنی جو کچھ تیرے پاس ہے اس پر اترائے مت کہ یہ سب عنقریب جاتا رہے گا اللہ عز وجل فرماتا ہے یہاں تک کہ جب وہ لوگ اترائے اس مال و دولت پر جو ان کو دی گئی تھی تو ہم نے اچانک ان کو پکڑ لیا جو نعمتیں اللہ پاک کے پاس ہیں ان سے۔ بہرہ یابی صبر ہی کی بدولت ہوسکتی ہے اور اسی لئے اللہ پاک نے صبر کی جگہ جگہ تاکید فرمائی ہے فقر اور صبر دونوں جمع نہیں ہوسکتے مگر مومن کے حق میں۔ جو بندے محبّ ہوتے ہیں وہ تکلیفوں میں مبتلا کئے جاتے ہیں، پس صبر کرتے ہیں اور ان کو نیک کاموں کا بلا کے ساتھ ساتھ الہام کیا جاتا ہے اور جو جوئی تکلیف ان کو ان کے رب کی طرف سے پہنچتی رہتی ہے وہ اس پر جمے رہتے ہیں اگر صبر نہ ہوتا تو تم مجھ کو اپنے اندر نہ دیکھتے میں گویا جال بنایا گیا ہوں جو پرندوں کا شکار کرتا ہے، رات بھر کیلئے میری آنکھیں کھول دی جاتیں اور دن میں میرے پاؤں سے جال چھڑا لیا جاتا ہے۔ درآنحالیکہ آنکھیں بند رکھی جاتی ہیں اور میرا پاؤں جال میں بندھا رہتا ہے (کہ کہیں جانہ سکوں اور نصیحت سے آزاد منشوں کو پابندِ شرع اور غلام حق بناتا رہوں) یہ تمہاری ہی مصلحت کیلئے ہے مگر تم پہچانتے نہیں اگر حق تعالیٰ کی موافقت (جو میرے ذمہ فرض ہے) نہ ہوتی تو کون عاقل ہے جو اس شہر میں بیٹھنا گوارا کرے اور اسکے باشندوں میں رہے کہ عام طور پر اس میں ریا و نفاق اور ظلم و شبہات و حرام کی کثرت ہے، حق تعالیٰ کی نعمتوں کی ناشکر گزاری اور نعمتوں سے فسق و فجور پر اعانت حاصل کرنا بڑھا ہوا ہے، کثرت سے وہ لوگ ہیں جو گھر میں بیٹھیں تو درماندہ بیکار بنیں اور دُکانوں پر آئیں تو بڑے پرہیز گار بنیں۔ کھانے پینے میں زندیق اور منبر پر آویں تو گویا صدیق ہیں، اگر حکم کا پابند نہ ہوتا تو میں بتا دیتا جو کچھ تمہارے گھروں میں ہے لیکن میرے لئے ایک بنیاد ہے جس کو تعمیر کی ضرورت ہے اور میرے بہت کچھ (روحانی) بچے ہیں جو تربیت کے محتاج ہیں، (پس نصیحت و تبلیغ کی بنیاد پر اصلاح خلق کی تعمیر اور مریدوں کی تکمیل و تربیت کیلئے مجھ کو پردہ پوش بنایا گیا ہے کہ لوگ متوحش نہ ہوں اور پاس آکر منتفع ہوتے رہیں، جو میرے پاس ہے اگر اس میں سے کچھ بھی میں کھول دوں تو وہ میرے اور تمہارے درمیان مفارقت کا سبب بن جائے میں اس حالت میں جسکے اندر اسوقت ہوں انبیاء و مرسلین کی طاقت کا حاجتمند ہوں مجھ کو ضرورت ہے ان کے سے صبر کی جو آدم علیہ السّلام سے میرے زمانے تک گذر چکے ہیں، میں حاجتمند ہوں ربانی قوت کا، اے میرے اللہ لطف اور مدد کر اور رضا نصیب فرما۔ آمین

تو دُنیا میں رہنے اور یہاں کے مزے اُڑانے کیلئے پیدا نہیں ہوا، حق تعالیٰ کی ناراضیوں کی جس حالت میں تو مبتلا ہے اس کو بدل تو نے اللہ کی اطاعت میں صرف لا الٰہ الّا اللہ محمد رسول اللہ کہہ لینے پر قناعت کرلی ہے، حالانکہ جب تک اس کے ساتھ دوسری چیز (یعنی عمل کو) نہ ملائے گا یہ تجھ کو نافع نہ ہوگا۔ ایمان مجموعہ ہے قول کا اور عمل کا۔ ایمان نہ مقبول ہو گا اور نہ مفید جبکہ تو معصیتوں و لغزشوں اور حق تعالیٰ کی مخالفت کا مرتکب ہوگا اور اس پر اڑا رہے گا اگر نماز روزہ اور صدقہ اور نیکوکاریاں چھوڑیگا تو وحدانیت و رسالت کی محض گواہی کیا نفع دے گی؟ جب تو نے لا الٰہ الا اللہ کہا کہ کوئی معبود نہیں بجز اللہ کے تو توحید کا) مدعی تو بن گیا اب کہا جائے گا کہ بتا کوئی تیرا گواہ بھی ہے؟ وہ گواہ کیا ہے؟ حکم ماننا، ممنوعات سے باز رہنا، مصیبتوں پر صبر کرنا، اور تقدیر کے سامنے گردن جھکانا یہ اس دعوے کے گواہ ہیں اور یہ بھی حق تعالیٰ کیلئے اخلاص کے بغیر مقبول نہ ہوں گے کیونکہ کوئی قول قبول نہیں ہوتا بلا عمل کے اور کوئی عمل مقبول نہیں ہوتا بغیر اخلاص اور سنت کے موافقت کے۔ اپنے مال سے جو کچھ ہوسکے فقیروں کی غم خواری کرو۔ اگر کسی چیز کے دینے کی طاقت ہو خواہ ذرا سی ہو یا بہت سی تو سائل کو واپس نہ کرو۔ عطا کو محبوب سمجھنے میں حق تعالیٰ کی موافقت کرو، اور شکر گزار بنو کہ اس نے تم کو اسکا اہل بنایا اور عطا پر قدرت بخشی، تجھ پر افسوس ہے جب کہ سائل اللہ عز و جل کا ہدیہ ہے (جو تیرے پاس بھیجا گیا ہے) اور تو اس کو دینے پر قدرت بھی رکھتا ہے تو ہدیہ کو اسکے بھیجنے والے پر کس طرح رد کرتا ہے؟ میرے پاس بیٹھ کر تو سنتا اور روتا ہے اور جب فقیر آتا ہے تو تیرا قلب سخت بن جاتا ہے، اس سے معلوم ہوا کہ تیرا رونا اور کان لگا کر سننا خالص اللہ کے واسطے نہ تھا میرے پاس بیٹھ کر سننا اولاً باطن سے ہونا چاہیے، پھر قلب سے اس کے بعد اعضاء کو نیکوکاریوں میں مشغول کرنے سے، جب تو میرے پاس آیا کرے تو ایسی حالت سے آیا کر کہ اپنے علم اور عمل اور زبان اور نسب اور حسب سے یکسو ہوکر اور مال اور اہل کو بھولا ہوا ہو، میر سامنے بیٹھ کر ماسوائے اللہ سے قلب کو برہنہ بنا، یہاں تک کہ خدا اس کو اپنے قرب اور فضل و احسانات کا جامہ پہنائے۔ میر پاس آنے کے وقت جب تو ایسا کرے گا تو اس پرندا جیسا بن جائے گا جو صبح کو بھوکا اُٹھتا اور شام کو پیٹ بھر واپس آتا ہے (کہ توکل کے دسترخواں سے بلاکسب شکم سیر ہوتا ہے) حق تعالیٰ کے نور سے قلب کو منور بنا اور اسی لئے جناب رسول اللہ حضرت محمد مصطفےٰ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا ہے کہ مومن کی فراست سے ڈرو کہ وہ اللہ کے نور سے دیکھتا ہے۔ اے فاسق! ڈر مومن سے اور اپنے معاصی کی گندگی میں لتھڑا ہوا اسکے پاس مت آ کیونکہ وہ اللہ عز و جل کے نور سے اس حالت کو دیکھتا ہے جس میں تو ملوث ہے، وہ دیکھتا ہے تیرے شرک کو تیرے نفاق کو۔

www.khanqah.in

Vol. 15 No: 01 | 03 January 2014 | Friday

Printer,Publisher: Maulana Hamidullah Lone
Editor: Hafiz Mushtaq Ahmad Thoker
Office: Madina Chowk Gawkadal Srinagar
Sub Office: Khandipora Katrasoo Kulgam
Jammu and Kashmir -192232
Postal Adress: Post Box No. 1390 G.P.O Srinager
Ph. No. 01942-2481821 Cell: 09906546004

Widely Circulated Weekly News Paper
MUBALLIG
Kashmir

Decl. No: DMS/PUB/627-31/99
R.N.I. No: JKURD/2000/4470
Postal Regd. No: SK/123/2012-2014
Posting Date: 04-01-2014
Printed at: Khidmat Offset Press Srinager
e-mail: muballigmushtaq@gmail.com
muballig_mushtaq@yahoo.com.in

دُنیا یہ جل رہی ہے، بارانِ رحمت بن کے بجھائیے

مولانا محمد حمید اللہ لون صاحب ۔ دامت برکاتہم

بہار جو دُنیا میں آئی ہوئی ہے
یہ سب پود اُنہی کی لگائی ہوئی ہے

شب وروز کا رب تجربہ اور مشاہدہ ہے کہ پوری دُنیدا میں آگ لگی ہوئی ہے کہیں شعلے نظر میں آتے ہیں اور کہیں زیر زمین لاوا آتش فشانی کیلئے تیار ہے اسی پر بس نہیں ہے بلکہ مشرق ومغرب، چارسُو اس دھکتی آگ میں آتشگیر مواد مُسلسل ڈالا جارہا ہے۔

ایک باہر کی آگ ہے اور ایک اندر کی ہے۔ اندر والی آگ زیادہ خطرناک ہے۔ یہ وہ آگ ہے جو دلوں اور دماغوں کو جُھلستی جارہی ہے یہ کفر، نفاق، الحاد، زندیقیت، شرک، بدعت، کینہ وری، حسد، عناد، عداوت، لالچ وطمع، کشورکشائی، بالادستی، دکھاوے اور ریاکاری، باہم فخر کرنے، ناچ نغمے، جگ وجدال، سودخواری، رشوت ستانی، الزام تراشی، بدگمانی، عیب جوئی، رقابت اور مقابلہ آرائی (Competion)، مادہ پرستی، دولت پرستی، نفس پرستی، رسم پرستی، شیطان پرستی، بت پرستی، وطن پرستی، زن پرستی، حسن پرستی کی سنگین دھکتی آگ ہے۔ اور نہ جانے آگے جاکر آزر زمانہ کیا کیا جدید پُرکشش بت تراشے گا اور جن وانس کو ایک مولی وحدہٗ لاشریک سے ہٹاتا رہے گا۔ فاللہ المستعان

غیر تو غیر ہیں ہی، اسلام کے اپنوں نے اس پر ظلم ڈھایا اور ڈھاتے پھرتے ہیں۔

من زبیگاں نگاں ہرگز نہ نالم
بمن آنچہ کرد آشنا کرد

یہ اسلام کی فریاد ہے: ''مجھے اجانب سے شکایت نہیں، مجھے جو ستایا گیا، رُلایا گیا، یہ اپنوں کا کیا ہوا ہے۔''

کاش کان ہوتے جو اس فریاد کو سنتے لیکن بہرے سنتے نہیں، کاش نگاہ ہوتی جو اس فریاد کو پڑھتی لیکن اندھے کہاں دیکھتے ہیں، کاش دماغ میں خیال گذرتا اور احساس ہوتا لیکن برگِ حشیش پیتے ہوتے اور مستیوں میں مست دیوانوں سے اس کی توقع نہیں کی جاسکتی......!

ان فاسقوں کی بڑی تعداد ہے جو کتّوں اور خنزیروں کی طرح مال حرام، رشوت اور سود جیسی مُردار چیزیں اور نجاستیں رغبت سے کھا اور کھلا کر معدوں کے جہنمی خندقوں کو بھرتے رہتے ہیں، اُن کے جسم فربہ، چمکدار، لباس فاخرانہ، مکان عالیشان، چلن میں ناز وکبر، تقریب میں تخریب اور نمائش.........دین وایمان میں دوری

دُنیا گلے کا ہار ہے، دین نظر میں خار ہے
یہی اگر بہار ہے آگ لگے بہار میں

کتے اور خنزیر کی غذا اور مینڈھے اور بکرے کی اور، وہ نجاست کھاتے ہیں، یہ پاکیزہ کھاتے ہیں، وہ ناپاکی سے موٹے ہیں اور یہ پاکی سے تازہ اور قوی ہوتے ہیں، یہ طیب اگر اُس خبیث کی غذا کھالے تو مرجائے گا اگر راس آگیا تو طیب نہ رہا خبیث ہوگیا، سمجھنے کیلئے عقل چاہیے۔

اس لاعلاج مرض کا علاج ایمان، توبہ، استغفار، ندامت پیش ربّ العالمین اور اتباعِ سنتِ سید المرسلین صلّی اللہ علیہ وسلّم ہے ورنہ لامحدود بھیانک جہنم کی آگ تکتی آنکھوں سے منتظر ہے، جس لامحدود قدرت والے نے سولہ بلین فارن ہائٹ سے آفتاب کا سمندر گیسوں سے سلگایا ہے، اُن کی پیدا کردہ جہنم کا کیا حال ہوگا؟!!!

یہ ہر اُس بدبخت فاسق، فاجر رشوت خور، سودخوار، ظالم وجابر، معصوموں کی عزّتوں سے کھیلنے والے اور بددینوں کا آخری ابدی ٹھکانہ ہوگا جن کا خاتمہ کلمہ طیبہ لا الہ الاّ اللہ محمد رسول اللہ (صلّی اللہ علیہ وسلّم) پر ایمان، جاننے اور ماننے پر نہ ہوگا۔

نبی کریم (ﷺ) نے بہت سی احادیث مبارکہ میں گالم گلوچ، بدزبانی اور فحش کلامی کی سخت مذمت فرمائی ہے۔ آپ (ﷺ) کے بعض ارشادات مبارکہ درج ذیل ہیں

:(ا) ''مؤمن پر لعنت کرنا (ہی بُرا) ہے جیسے اس کو قتل کرنا'' (مسلم شریف)
(۲) کسی صدیق کو یہ زیب نہیں دیتا کہ وہ بہت لعنت کرنے والا ہو۔ (ریاض الصالحین ۵۵۳) (۳) لعنت کرنے والے لوگ قیامت کے روز نہ تو سفارشی ہونگے اور نہ گواہی دینے والے ہونگے۔ (ریاض الصالحین ۵۵۳) ۴) مسلمان کو گالی دینا فسق ہے۔ (مسلم شریف)
۵) مؤمن کامل لعن طعن کرنے والا اور فحش اور بے حیائی کرنے والا نہیں ہوتا۔ (مشکوٰۃ شریف)

سعادت مند لوگ جنہیں قبر میں سوال نہ ہوگا

محمد فرحت سعدی

ابوالقاسم سعدی نے کتاب الروح میں لکھا ہے کہ صحیح احادیث میں آیا ہے کہ بعض میت کو قبر میں عذاب نہ ہوگا، اور نہ ان کے پاس منکر ونکیر آئیں گے، اور یہ تین قسم کے ہیں ایک وہ کہ ایسے نیک عمل کئے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ان سے عذاب قبر اور سوال منکر ونکیر کا موقوف کردیا ہے۔

دوسرے وہ ہیں کہ موت کے وقت اُن پر ایسی سختی کی گئی کہ اس کے عوض میں عذاب وسوال اُٹھادیا جائے گا۔

تیسرے وہ ہیں کہ ایسے دِن (مثلاً جمعہ کا دِن یا جمعہ کی رات) دنیا سے گزرے کہ اس دِن عذاب وسوال نہیں ہے۔

روایت ہے نسائی میں ابوایوب رضی اللہ عنہ سے کہ فرمایا رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے جس نے جہاد میں دُشمن سے مقابلہ کیا اور مضبوط دِل ہوکر لڑا یہاں تک کہ وہ قتل کیا گیا یا دُشمن پر غالب ہوا وہ قبر میں عذاب نہ کیا جائے گا۔

روایت ہے سلمان رضی اللہ عنہ سے کہ میں نے سنا رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کو فرماتے تھے جہاد میں دُشمن کے مقابلہ کے واسطے دار السّلام کی سرحد پر ایک دِن ٹھہرنا ایک مہینے کے روزہ اور ایک مہینہ کی رات کی عبادت سے افضل ہے، اگر وہ اس درمیان میں مرگیا تو جو نیک عمل کرتا تھا اس کا ثواب ہمیشہ اس کے نامہ اعمال میں لکھتے رہیں گے اور اس کی روزی اللہ تعالیٰ کے یہاں سے اس کو برابر ملا کرے گی اور نکیرین کے سوال سے محفوظ رہے گا۔

روایت ہے ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے جو آدمی سورہ تبارک الذی ہر رات کو ایک بار پڑھے گا وہ قبر کے عذاب سے محفوظ رہے گا، اور جو کوئی یہ آیت پڑھتا رہے گا ''اِنِّی اٰمَنتُ بِرَبِّکم فَاسمعون'' تو اللہ تعالیٰ منکر ونکیر کا سوال اس پر آسان کرے گا اور کعب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم نے تورات میں دیکھا ہے کہ جو کوئی تبارک الذی ہر روز پڑھے گا وہ

فکر آخرت

عذاب قبر سے محفوظ رہے گا۔ روایت ہے ابن عمر رضی اللہ عنہ سے کہ فرمایا رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے جو مومن جمعہ کے دِن یا جمعہ کی رات میں مرے گا اللہ تعالیٰ اس کو عذابِ قبر سے نجات دے گا، اور عطار بن یسار رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے جو مسلمان مرد یا عورت جمعہ کے دِن یا جمعہ کی رات کو مرے گا وہ عذاب قبر اور نکیرین کے سوال سے امن میں رہے گا۔ اور قیامت کے دِن اس سے حساب نہیں لیا جائے گا۔ اور اس کے اعمال اس کے جنتی ہونے پر گواہی دیں گے۔ چھوٹے بچے مرتے ہیں اُن سے سوال قبر ہونے میں اختلاف ہے بعض علماء نے کہا ہے کہ نکیرین ان سے سوال کریں گے اور قرطبی نے لکھا ہے کہ سوال کے وقت اللہ تعالیٰ بچہ کو پوری عقل دیتا ہے تاکہ وہ اپنی نیک بختی کا درجہ پہچانے اور جو سوال کیا جاتا ہے اس کا جواب اللہ تعالیٰ اس کے دِل میں ڈالتا ہے، جویبر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ضحاک بن مزاحم کا ایک بچہ چھ دِن کا مرا انہوں نے کہا جب میرے بچہ کو لحد میں رکھنا تو کفن کی گرہ اور اس کے چہرہ کو کھول دینا کیوں کہ اس کو بیٹھا کر سوال کریں گے جویبر رضی اللہ عنہ نے پوچھا کہ بچہ سے بھی سوال ہوگا اس نے تو کوئی گناہ نہیں کیا ہے، فرمایا کہ روزِ میثاق میں اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السّلام کی پیٹھ سے تمام ارواح کو نکال کر اپنے معبود ہونے کا سب سے اقرار لیا اور سب نے اقرار کیا اس اقرار کا سوال ہوگا۔ اور بعض علماء نے فرمایا صحیح یہ ہے کہ بچوں سے سوال نہ ہوگا، کیونکہ سوال اس سے ہونا چاہیے جس کو سمجھ اور عقل ہو۔ اور بچہ اس سے پاک ہے اور نسفی نے بحر الکلام میں لکھا ہے کہ انبیاء اور مومن کے بچوں سے نہ سوال نکیرین کا ہوگا اور نہ ان پر عذاب وحساب ہے، اور حافظ ابن حجر نے بھی اسی پر فتویٰ دیا ہے۔

شیخ الاسلام ابن حجر نے اپنی کتاب بذل الماعون فی فضل الطاعون میں لکھا ہے کہ جو مسلمان طاعون میں مرے گا اس سے بھی سوال نہ ہوگا۔ کیونکہ جو طاعون کے وقت اپنی جگہ پر قیام کرے اور اللہ تعالیٰ سے ثواب کی اُمید رکھے اور یقین کرے کہ اللہ تعالیٰ نے ہماری تقدیر میں جو کچھ لکھا ہے اس کے سوا ہمارے اوپر کچھ نہیں آسکتا۔ تو یہ شخص طاعون کے زمانہ میں طاعون میں مبتلا ہوکر مرے یا دوسری بیماری میں مرے قبر کے سوال وجواب سے نجات پائے گا۔ اور یہ اس شخص کے مثل ہے جو دار السّلام کی سرحد پر جہاد کے واسطے ٹھہرا رہا اور لکھا ہے جو مومن جمعہ کے دِن مرتا ہے تو اللہ تعالیٰ پردہ اُٹھادیتا ہے اور وہ مرتے وقت اپنے مرتبہ کو جو اللہ کے پاس مقرر ہے، دیکھ لیتا ہے اس واسطے کہ جمعہ کے دِن دوزخ کی آگ روشن نہیں کی جاتی۔ اور اس کے دروازے بند کئے جاتے ہیں۔ اور دوزخ کا داروغہ اس دِن اپنا کام نہیں کرتا پس اللہ تعالیٰ جس بندہ کی روح جمعہ کو قبض کرتا ہے تو یہ اس کی نیک بختی ہے اس کے نیک خاتمہ ہونے کی دلیل ہے۔ بلکہ جمعہ کے دِن وہی مومن مرے گا جو اللہ تعالیٰ کے ہاں مقبول ہوتا ہے۔